٦٣

سازمان کتابخانه ها، موزه ها و مرکز اسناد آستان قدس رضوی

اداره مخطوطات

نام کتاب: رسالهٔ نخبة الصوارف فی شرح خطبة العوارف

مؤلف: حافظ شاه علی انور قلندر - مترجم: محمد تقی حیدر

موضوع: ادبیات زبان: عربی - اردو

سال چاپ محل چاپ: لکهنو - هند

شماره عمومی: ١٢٤٤٣ کتابخانه / بخش

وقفی / ~~خریداری~~ مقام معظم رهبری تاریخ

طول: ٢٥/٥ عرض: ١٧ شماره صفحه ها: ٨٤ صفحه

ملاحظات

سیع

٣٧١

١٠٠٠٠

اهدائی مقام معظم رهبری
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی
CENTRAL LIBRARY OF ASTAN QUDS
FOREIGN BOOKS
NUMBER ۱۸۹۰ اردو
DATE ۸۱
کتابخانه آستان قدس مشهد
شماره ثبت ۲۷۰۴۰۱
تاریخ فروردین ۸۲

رسالة

نخبة الصوار في شرح خطبة العوار

از نخلبندی بهار آرای گلستان شقایق بکاشف چمن پیرای بوستان حقایق بمعارف النور الازهر والنور الاظهر سیدنا الاکبر مولانا حافظ شاه علی انور قلندر روح الله روحه الاطهر

مع ترجمه

عوالی منزلت معالی مرتبت رفیع الاثر عظیم القدر مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمه الله العلی الاکبر

باهتمام محمد قادر بخش

در مطبع اصح المطابع لکهنؤ واقع محلہ فرنگی محل طبع یافت

بسم الله الرحمن الرحيم

عرف اقتضاء عوارف المعارف آلهیه که بر انسان
خصوصاً فایض و بر جمله ممکنات عموماً فایز اند آنکه
لمعات صدق و اخلاص وقف روشنی قنادیل
حضرت خداوندی گردانند که رشحهٔ وجود عالم
بلکه عالم وجود قطره ایست از رشحات بحر جود او و ظهور
نور شهودش لائحه ایست از شهود وجود او منشی که
بیک کلمهٔ کن چندین هزار کلمات حقایق را از
کتاب ذات بر لوح فطرت نگاشت و انسان را
که هم لطیفهٔ قلبیه و هم صحیفهٔ کاملهٔ جمعیه است از لطائف
القدس عنایت خویش رساله لطیف ساخت
آوردکه به محض اولیت از راه ربوبیت آدم را اول

عوارف معارف آلہیہ کا جو انسان پر خصوصاً نازل
اور تمام ممکنات پر عموماً فایز ہین عرف و اقتضا
یہ ہے کہ صدق و خلوص کی روشنیان اوس مالک
کے نور تجلیات پر وقف کی جائین جس کے رشحات
بحر جود سے وجود عالم بلکہ خود عالم وجود ایک قطرہ ہے
اور جس کے نور شہود کا ظہور اوس کے شہود وجود کی ایک
چمک ہے ایسا منشی جس نے کتاب ذات کے
ایک کلمہ کن سے ہزارون کلمات حقایق لوح فطرت
پر لکھدیے اور انسان کو جو لطیفہ قلبیہ و نیز صحیفہ کاملہ
جمعیہ ہے اپنے لطائف القدس عنایت سے ایک
لطیف رسالہ بنایا اور اول جس نے محض اولیت بسبب ربوبیت آدم کو

بنی آدم گردانید وخلعت خلافت بمودّاے اِنّی
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفَةً بخشید وآخرا از ذریات
او انبیاء واولیاء را بمزید عنایت وکرامت مخصوص
کرد و در حجر رعایت وحمایت خود بپرورد وسر آمد ہمہ
کہ وہ خاتم المرسلین وافضل النبیین را فرمودہ بر تخت
محبوبیت نشاند وتاج اجتبا بر سر نہاد وطریق تنفیذ
ہدایت در جن وانس وملک وملکوت کشاد وعلمائے
امت اورا بمصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
بخلاف دعوت نبوت بجاے انبیا پس آنہا ہمانا
وداممن ہمت این پاکبازان را از تلوث باغراض
دنیّہ دنیویہ پاک بافشاند از نجاست کہ دست ہمت
ایشان از نعمت کونین کوتاہ است وپاے طلب در
راہ ایشانند سیاحان بیداے طریقت وسباحان
دریاے حقیقت واز فرط رحمت بر ہر حرکتے وسکنتے
از جوارح وجوانح ایشان نقیبے از نقباے حشمت خود
برگماشت وبطریق تزکیۂ تصفیہ نفوس وقلوب
ایشان را از ملابس صفات منسلخ فرمود وخلعت وجود
باقی بر بدن ایشان بدل آن راست نمود وصلواتے
کہ اثر آن در آجل وعاجل بماند سزاوار بارگاہ سید ہست

ابو البشر کیا اور خلعت خلافت بمصداق اِنِّی جَاعِلٌ[1]
فِی الْاَرْضِ خَلِیفَةً بخشا اور آخر مین اون کی اولاد
سے انبیاء واولیاء کو بزیادتی عنایت وکرامت مخصوص
اور اپنے آغوش رعایت وحمایت مین پرورش کیا
اور سب کا سردار خاتم المرسلین افضل النبیین کو فرماکر
تخت محبوبیت پر بٹھایا اور بزرگی کا تاج اون کے سر
پر رکھا اور اون کے طریقہ اجراے احکام ہدایت کو
جن وانس وملک وملکوت پر کھولا اور اون کے علماے امت
کو بمصداق اسکے کہ میرے علماء امت انبیاء بنی اسرائیل کے
ایسے ہین انبیاء کا خلیفہ کیا اور ان پاکبازون کی دامن
ہمت کو دنیاوی اغراض مین آلودگی سے پاک رکھا
اسی لیے انھون نے کونین کی نعمتون سے ہاتھ اوٹھایا ہے
اور راہ طلب مین قدم رکھا ہے یہی لوگ میدان طریقت
کے طے کرنے والے اور دریاے حقیقت کے تیرنے والے
ہین اور بکمال رحمت ان کے تمام اعضاء کے حرکات و
سکنات پر اپنے نقباے حشمت سے ایک نقیب مقرر
کیا اور تزکیہ وتصفیہ سے انکے نفوس وقلوب کو حجابات صفات سے
جدا کیا اور بجاے اُسکے وجود باقی کا خلعت اُنکو عطا کیا اور درود
درود جسکا اثر جلد ہو اور دیر تک رہے اُس ذات بابرکات کے لایق ہے

[1] مین بنانے والا ہون زمین مین ایک نائب ۱۲

کہ تمامہ انبیاء را پیشوائی بحق اوست وجملۂ
اصفیاء را رہنماے مطلق او صلے اللہ علیہ وعلی
آلہ الطاہرین واصحابہ الزاہرین
امابعد بر قاصدان کعبۂ حقیقت وسالکان مسالک
شریعت پوشیدہ نیست کہ کتاب عوارف المعارف
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی در علم عالی
تصوف از متانت عبارت ورزانت اشارت
مشتہر است در عموم کالشمس بین النجوم کہ از غایت
احتیاج محتاج بہ تذکیر وتذکار نیست الحق کہ فتاوے
تصوف است ولب لباب شرح تعرف دیباچہ اش
از دقت لغات مشکلہ فہمیدن دشوار تا بہ فہمیدن
خاتمہ اش چہ رسد چون بندۂ احقر مشہور بہ انور
ابن قدوۃ السالکین وعمدۃ العارفین الوحید الفرید
الفقید النذید خلف سلف الاتر مولانا شاہ علی اکبر قلندر
مدظلہ العالی ابن الشیخ الاکبر آیۃ من آیات اللہ و
معجزہ من معجزات رسول اللہ صاحب مقامات
کشف وعیان داناے احوال اعیان واکوان
ذو السلسلۃ الازہر مولانا وجدنا شاہ حیدر علی قلندر
نور اللہ ضریحہ المنور وصیر مرقدہ کاظم الاتر وخوشہ چین

جو تمام انبیاء واصفیاء کی پیشوا اور رہنما ہے خدا کا درود وسلام
آپ اور آپ کی اولاد پاک واصحاب تابناک پر۔
اسکے بعد قاصدین کعبۂ حقیقت وسالکین مسالک شریعت
کو معلوم ہو کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی
کتاب عوارف المعارف علم تصوف مین اپنی خوبی
عبارت وعمدگی اشارت سے عام مین ایسی مشہور ہے
جیسے تارون مین آفتاب اور بوجہ اپنی غایت احتیاج
کے کسی ذکر وتذکرہ کی محتاج نہین سچ تو یہ ہے کہ وہ
تصوف کا فتاوے اور شرح تعرف کا خلاصہ ہے جب
اوس کا دیباچہ ہی مشکل لغتون کی وجہ سے سمجھنا
دشوار ہے تو خاتمہ تک سمجھنے کو کوئی کیا کہے۔
بندۂ احقر مشہور بہ انور ابن قدوۃ السالکین و
عمدۃ العارفین وحید فرید فقید نذید خلف سلف الاتر
مولانا شاہ علی اکبر قلندر مدظلہ العالی۔ ابن شیخ اکبر
آیت الٰہی ومعجزۂ رسالت پناہی صاحب مقامات
کشف وعیان داناے احوال اعیان واکوان
صاحب سلسلۂ ازہر مولانا وجدنا شاہ
حیدر علی قلندر نور اللہ ضریحہ المنور و
صیر مرقدہ کاظم الاتر۔ وخوشہ چین

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت
غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار توحید
حافظ اذکار تفرید مولانا واوستاذنا شاه تقی علی
قلندر عطاء الله مضجعه المعطر بامعان نظر بمطالعه این
کتاب بدرکت نصاب مشرف شد بعضی صدیق
رفیق خواستگار آن شدند که ترجمهٔ خطبهٔ آن بطور شرح
نوشته دهم لاجرم بپاس خاطر شان خامه بدست
آوردم ودر مجلسات چند شرح آن حسب استعداد خود
نوشته دادم وچون این کتاب مستطاب بلحاظ کثرت
شروح خویش در صرف قلم بسیاری از مشایخ آمد لهذا نام این
رساله نخبة الصوارف فی ترجمة خطبة العوارف
گردانیدم امید که مقبول اخوان باصفا گردد اکنون
شروع به مطلب میکنم ومی گویم قال الشیخ السهروردی

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت
غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار
توحید حافظ اذکار تفرید مولانا واستاذنا شاه
تقی علی قلندر عطاء الله مضجعه المعطر نے جب بغور اس
کتاب برکت نصاب کا مطالعہ کیا تو بعض دوستون
نے یہ خواہش کی کہ خطبہ کا ترجمہ بطور شرح مین
لکھدون لہذا اون کی خاطر سے مین نے قلم اوٹھاکر
اوس کی شرح حسب استعداد خود چند جلسون مین
لکھ ڈالی اور چونکہ یہ کتاب بلحاظ کثرت شروح
بہت سے مشایخ کے صرف قلم مین آئی اسلیے مین نے
اس رسالہ کا نام نخبة الصوارف فی ترجمة خطبة العوارف
رکھا امید کہ مقبول اخوان باصفا ہو اب مین مطلب شروع
کرتا ہون اور کہتا ہون کہ حضرت شیخ سہروردی فرماتے ہین

قوله الحمد لله العظیم شانه

جمیع محامد خواه حمد خالق باشد خود بر ذات خود یا
مخلوق راجع است بسوی خدا که بزرگ ست
شان او. باید دانست که ارباب صناعت لام
مطلق را دو قسم ساخته اند یکی اسمی و دیگرے حرفی.
اسمی آنکه داخل شود بر مشتقات کالمصدر والصفة المشبهة

تمام تعریفین خواه خدا خود اپنی تعریف کرے یا مخلوق
وہ سب اوسی ذات کی طرف راجع ہین جس کی بڑی
شان ہے. جاننا چاہیے کہ ارباب صناعت
نے لام مطلق کی دو قسمین کی ہین ایک اسمی دوسرا
حرفی اسمی وہ جو مشتقات مثلاً مصدر وصفت مشبہ

و افعل التفضیل و اسم الفاعل و المفعول که دال است
بر ذات شی. و حرفی آنکه برای تعریف و تعیین مدخول
خود موضوع ست و آن بر چهار صنف است اول لام
عهد خارجی که بدان اشاره کرده میشود بسوی فردی
و حصهٔ از افراد و حصص آن حقیقت که آن فرد معتبر نزد
مخاطب بود نحو الیس الذکر کالانثی ای لیس
الذکر الذی طلبت امرأة عمران کالانثی
التی وهبت لها دوم لام جنس که اشاره کرده شود
بآن سوی جنس و طبیعت کقولک الرجل خیر
من المرأة یعنی حقیقة الرجل خیر من حقیقة
المرأة سوم لام استغراق که اشاره کند بسوی
حقیقتی بشرط تحقق و شمول آن در ضمن جمیع افراد
نحو ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا
وعملوا الصالحات چهارم لام عهد ذهنی که اشاره کند
بسوی حصهٔ از حصص حقیقتی که معهود و معتبر میان
متکلم و مخاطب نبود بلکه بطریق احتمال در میان
افراد باشد پس مدخولش در حکم نکره باشد نحو واخاف
ان یاکله الذئب پس لام این جا یا برای جنس
است و این ظاهر است یا برای عهد خارجی

و افعل التفضیل و اسم فاعل و اسم مفعول پر داخل
ہوکر ذات شے پر دلالت کرتا ہے اور حرفی وہ جو
اپنے مدخول کی تعریف و تعین کے لیے بنایا گیا ہے اور
اوسکی چار قسمین ہین اول لام عهد خارجی جس سے اوس
حقیقت کے افراد و حصص مین سے اوس فرد و حصہ کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہے جو مخاطب کے نزدیک معتبر ہے جیسے
الیس الذکر کالانثی [1] یعنی وہ مرد جس کو عمران کی بیوی
نے مانگا اوس عورت کی طرح نہین ہے جو اوسے بخشی
گئی. دوسرا لام جنس جس سے جنس و طبیعت کی طرف اشارہ
کیا جاے جیسے یہ قول کہ الرجل خیر من المرأة یعنی مرد کی
حقیقت عورت کی حقیقت سے اچھی ہے تیسرا لام استغراق
کسی حقیقت کی طرف بشرط اوسکے ثبوت و شمول کے
بضمن کل افراد کے اشارہ کرے جیسے ان الانسان [2]
لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات چوتھا لام عهد ذہنی
جو اشارہ کرے کسی حقیقت کے حصون مین سے اوس حصہ
کی طرف جو متکلم و مخاطب مین معہود و معتبر نہو بلکہ افراد مین
بطریق احتمال دائر ہو تو اوس کا مدخول نکرہ کے حکم
مین ہوگا جیسے واخاف [3] ان یاکله الذئب تو یہان
پر لام یا جنسی ہے جو ظاہر ہے یا عهد خارجی ہے

[1] کیا مرد مثل عورت کے نہین ۱۲
[2] بیشک انسان گھاٹے مین ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھا کام کیے ۱۲
[3] اور ڈرتا ہون کہ کھا جاے اوس کو بھیڑیا ۱۲

مشیر القوله علیه السلام الحمد لله اضعاف
ما حمده جمیع خلقه کما یحبه و یرضاه واین
جا معنی استغراقی مراد گرفتن و باراده استغراق تمام
جنس که طبیعة کلیه افراد خود است داخل شمردن
مناسب و لایق می نماید چه که درین صورت حاصل
معنی فقره چنان خواهد بود که جمیع محامد بجمیع مراتب
از ملک و ملکوت همه عائد باوست زیرا که چون باز گشت
ذوات همه بسوی اوست رجوع صفات و احوال
وغیره من حیث انها عرضیات الذات
بطریق اولی جانب او خواهد بود واین است معنی
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ
لاجرم برای او حمد است در هر آن که آمد است در
همه شان و حمد در لغت بمعنی ستودن است و حاصل
مصدرش ستایش و آن چار چیز می خواهد حامد
و محمود و محمود علیه و به این جا همه موجود اند که بنده
حامد است و خدا المحمود و محمود علیه نعمات شامله و
آلات کامله او و محمود به همین عبارت خطبه است و
تفصیل این حمد از اهل لغت به عبارات مختلفه آمده
نزد بعضے ثنائے که بر فعل جمیل کسی باشد و نزد

مثل آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کے کہ الحمد للہ اضعاف
ما حمده جمیع خلقه کما یحبه و یرضاه اور یہان استغراقی معنے
مراد لینا اور بارادہ استغراق تمام جنس کو جو اپنے افراد کی
طبیعت کلیہ ہے داخل سمجھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ
اس صورت مین فقرہ کا مطلب ہوگا کہ تمام محامد کل
مراتب ملک و ملکوت سے اوسی کی طرف عائد ہین کیونکہ
جب تمام ذاتون کا مرجع وہی ہے تو صفات و احوال
وغیرہ کا بحیثیت اونکی عرضیات ذات ہونے کے بھی
مرجع بطریق اولی وہی ہوگا اور یہی اللہ خالق کل شئی و
الیہ ترجعون کے معنے ہین لہذا اوسی کے لیے ہر وقت
حمد ہے جو تمام شانون مین حاکم ہے اور حمد کے لغوی
معنے تعریف کرنے کے ہین جس کا حاصل مصدر ستایش
ہے جو چار چیزین چاہتا ہے حامد و محمود و محمود علیہ
و محمود بہ اور یہان سب موجود ہین کہ بندہ حامد ہے
اور خدا المحمود اور نعمات شاملہ و صفات کاملہ
محمود علیہ اور عبارت خطبہ محمود بہ اور اہل لغت
نے اس حمد کی تفصیل مختلف عبارتون سے
کی ہے بعض کے نزدیک وہ تعریف جو کسی کے
اچھے فعل پر کی جاوے۔ اور بعض کے نزدیک

برخے وصف جمیلی که بقصد تعظیم بود و در اصطلاح
فعلے که بمقابله نعمت بر تعظیم منعم دلالت کند و هم
در این معنی است شکر لغوی و نقیض حمد ذم است
و نقیض شکر کفران والنسبة بین هذه المعانی
عموم من وجه جائیکه حمد بمقابله نعمت بر زبان
آرند هر دو صادق اند و جائیکه بجوارح دیگر بود
شکر است نه حمد و جائیکه بدون مقابله آید حمد باشد
نه شکر۔ و اَللّٰه مهموز فاء است در اصل اَلْاِلٰهُ بود
بفتح همزه اول و سکون لام اول و کسره همزه ثانی
و فتح لام ثانی بعده الف و ها بمعنی معبود حرکت
همزه ثانی نقل کرده بما قبل دادند و همزه را حذف
کردند اَللَّاهُ شد بعده قاعده یافتند که دو حرف
صحیح از یک جنس فراهم آمدند لام اول را ساکن
کرده در دوم ادغام کردند الله شد و یا مثال قرار داد
که در اصل اَلْوِلَاهُ بود بکسر واو منحرفه واو را بهمزه بدل
کردند بقاعده اشباح بعده حرکت همزه نقل کرده
بما قبل دادند و همزه را حذف کردند اَللَّاهُ شد پس
لام اول را بقاعده مذکور ادغام کردند الله شد و
بعضی گویند لفظ الله سریانی است یا عبرانی که در اصل

بقصد تعظیم کسی اچھے کی تعریف اور اصطلاحاً وہ فعل جو
بمقابلہ نعمت تعظیم منعم پر دلالت کرے اور اسی معنے
مین لغتاً شکر بھی ہے اور حمد کی نقیض ذم ہے اور شکر
کی کفر اور ان مین نسبت عموم من وجہ ہے جہان پر حمد
بمقابلہ نعمت بولین گے وہان دونون صادق آوین گے
اور جہان پر دیگر جوارح سے ہوگی شکر کہین گے نہ حمد اور
جہان بلامقابلہ ہوگی وہان حمد کہی جائیگی نہ شکر
اور اَللّٰه مہموز فا ہے اصل مین الالہ تھا ہمزہ اول کے
زبر اور لام اول کے سکون اور ہمزہ ثانی کے زیر اور لام
ثانی کے زبر سے بعد اوس کے الف و ہا بمعنی معبود دوسری
ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی اور ہمزہ کو گرا دیا
اللاہ ہوا پھر بقاعدہ صرفی دو حرف صحیح ایک جنس کے ایک
کلمہ مین جمع ہونے کے پہلے لام کو ساکن کر کے دوسرے
مین ادغام کر دیا اللہ ہوا اور یا لفظ اللہ مثال واوی ہے
جو اصل مین الولاہ تھا واو منحرفہ کے زیر سے بقاعدہ اشباع
واو کو ہمزہ سے بدل دیا پھر حرکت ہمزہ نقل کر کے ماقبل
کو دیدی اور ہمزہ کو حذف کر دیا اللاہ ہوا پھر پہلے
لام کو بقاعدہ مذکور ادغام کیا اللہ ہوا اور بعض کہتے
ہین کہ اللہ لفظ سریانی ہے یا عبرانی جو اصل مین

لاہا بود چون معرب کردند الف را از آخر حذف کردند و در اول الف ولام آوردند ولام را در لام ادغام کردند اللہ گردید و در بیضاوی است کہ اللہ در اصل الٰہ بود پس ہمزہ را حذف کردند و بعوض او الف ولام افزودند و ہمین وجہ یا اللہ می گویند و الف ولام مانع دخول حرف ندا نمی شود مگر این کہ این اسم شریف مختص بہ معبود برحق گشتہ و لفظ اللہ بنابر غلبہ استعمال بر معبود بحق مستعمل می شود گو لغتاً عام الاستعمال است و لفظ اللہ مشتق است از الہ یاٰلہ الٰہۃ والوہیۃ و بعضی گویند کہ مشتق است از تألہ و استالہ و برخی میفرمایند کہ از اَلِہ مشتق است کہ بمعنی تحیر است و این معنی عمدہ اند چرا کہ عقول در معرفتش حیرانند یا مشتق از الہت الی فلان بمعنی سکنت الیہ واقع شدہ زیرا کہ دلہای خلایق بذکرش مطمئن و بہ معرفتش ساکن می شوند یا گویند کہ از اَلِہ کہ مستعمل می شود بر وقتیکہ کسی فزع کرد از امر یکہ بر وی نازل گشتہ و آلہہ غیرہ بمعنی اجارہ مستعمل می شود باین وجہ کہ پناہ گیرندہ جانب معبود خویش جزع و فزع می نماید پس اگر معبود حق است

لاہا تھی جب معرب کیا تو الف آخر سے گرا دیا اور اول مین الف ولام لے آئے اور لام کو لام مین ادغام کر دیا اللہ ہوا اور بیضاوی مین ہے کہ اللہ اصل مین الٰہ تھا ہمزہ گرا دیا اور اوس کے عوض مین الف ولام بڑھا دیا اسی وجہ سے یا اللہ کہتے ہین اور الف ولام حرف ندا کے داخل ہونے کو مانع نہین ہوتا مگر یہ نام نامی معبود برحق سے خاص ہوگیا اور لفظ اللہ بوجہ غلبہ استعمال معبود برحق پر مستعمل ہوتا ہے اگرچہ لغتاً عام الاستعمال ہے اور لفظ اللہ الہ یاٰلہ الٰہۃ والوہیۃ سے مشتق ہے اور بعض کہتے ہین کہ تألہ و استالہ سے مشتق ہے اور کچھ لوگ کہتے ہین کہ اَلِہ سے مشتق ہے جسکے معنی تحیر کے ہین اور یہ عمدہ معنی ہین کیونکہ عقول اوس کی معرفت مین حیران ہین یا الہت الی فلان سے مشتق ہے جو سکنت الیہ کے معنے مین ہے کیونکہ خلق کے دل اوسکے ذکر سے مطمئن اور اوسکی معرفت سے ساکن ہوتے ہین یا کہین کہ اَلِہ سے مشتق ہے جو اوس وقت مستعمل ہوتا ہے جب کوئی اوس بات پر نالان ہو جو اوس پر نازل ہوئی اور آلہ غیرہ اجارہ کے معنی مین بھی مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ پناہ لینے والا اپنے معبود سے جزع و فزع کرتا ہے اگر معبود حق ہے

فی الحقیقت او را پناہ میدہد و اگر باطل است پس زعم عابد پناہ می دہد یا مشتق از اَلِہ مستعمل در اَلِہ الفصیل کہ قول عرب است ہرگاہ کہ ولع کردہ شود باو پس زعم اشتقاق اللہ ازین اَلِہ بدین وجہ کہ عباد مولع اند بران و عبادت آن۔ ولام در وبرای اختصاص بمعنی حصر است کذا فی حواشی الکشاف یا بمعنی تعلق مطلق کذا فی حواشی شرح مختصر الاصول للدوانی و در اصطلاح اسم ذات واجب الوجود یست کہ مستجمع جمیع صفات کمالیہ است و مبرا از رذائل و اختیار اسمیۃ جملہ بقصد دوام و استمرار است و تقدیم حمد بر ذات ازین است کہ او مسند الیہ است در بحث متعلقات و عامل است در اللہ اصلش حمد للہ است و این از مصادر قائمہ مقام افعال است و رفع حمد بقصد دلالت است بر دوام و استمرار پس او را مرتبہ تقدم حالاً و مآلاً است کذا فی اطول شرح مطول للشیخ عصام الاسفراینی و نیز میتواند کہ باعتبار تخصیص باشد یعنی مقام مقام حمد است چنانکہ مذہب صاحب کشاف است در تقدیم فعل اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ اگرچہ تقدیم موصوف کہ اللہ است بنظر ذات او اہم بود

تو حقیقتاً اوسے پناہ دیتا ہے اور اگر باطل ہی تو اوسکے خیال سے پناہ دیتا ہے یا مشتق اَلِہ سے ہے جو اَلِہ الفصیل مقولہ عرب مین مستعمل ہے جبکہ اوس سے فریفتگی ظاہر کیجاے تو اَلِہ سے اللہ کے مشتق ہونے کا خیال اس لیے ہے کہ بندے اوسکی عبادت پر فریفتہ ہین اور اوس مین لام اختصاص کے لیے حصر کے معنے مین ہے جیسا کہ حواشی کشاف مین ہی یا بمعنی تعلق مطلق ہے جیسا کہ حواشی شرح مختصر الاصول دوانی مین ہے اور اللہ اصطلاحاً اوس ذات واجب الوجود کا نام ہے جو تمام صفات کمال کی جامع اور رذائل سے مبرا ہے اور اختیار جملہ اسمیہ بقصد استمرار و دوام ہے اور ذات پر حمد کی تقدیم اس لیے ہے کہ وہ بحث متعلقات مین مسند الیہ اور اللہ مین عامل ہے جسکی اصل حمد للہ ہے اور یہ اون مصادر سے ہی جو قائم مقام افعال ہین اور رفع حمد دوام و استمرار پر دلالت کے قصد سے ہے تو اوسے مرتبہ تقدم حالاً و مآلاً ہے جیسا کہ اطول شرح مطول شیخ عصام اسفراینی مین ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ باعتبار تخصیص ہو یعنی مقام مقام حمد ہے جیسا کہ صاحب کشاف کا مذہب ہے تقدیم فعل اقرأ باسم ربک مین اگرچہ تقدیم موصوف یعنی اللہ بلحاظ اوسکی ذات کی اہم ہے

وشان در صراح است کہ شان کار و حال یعنی امر
او بزرگ است چنانکہ ذات او بزرگ است و مر
او را تعظیم عظمت کمالیہ است کہ مختصۂ ذات اوست
زیرا چہ جمال باکمال خاص او راست نہ غیر او را
بخلاف حمد غیر کہ او شکر است حمد نیست فَلِلّٰہِ
الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ و این جا از حمد اگر مراد حمد
شاکرین گرفتہ شود در قریحۂ ذکیہ غالب کہ حرجے
نزند چہ کہ حمد شاکرین اعم است و بوفاے
عوض اتم کما جاء ۔ وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ؕ وسرّ
درین باب آنکہ جمیع محامد اثر حمد اوست جمال
او حمدیست مر ذات او را اگر نہ بودے این ذات
ظاہر نہ شدے حمد در عالم کون کما عمّہ اللہ تعالیٰ
فی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم چہ کہ حامد و محمود
و محمد اسماء شریفہ او یند و او برزخ جامع است
در احدیت و واحدیت و وحدت و کثرت
مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ
لَا یَبْغِیَانِ ۔ لولاہ لما ظہرت الربوبیۃ

اور شان صراح میں ہے کہ شان کار و حال یعنی اوسکا
حکم بزرگ ہے جس طرح اوسکی ذات بزرگ ہے اور اوسی
کے لیے تعظیم عظمت کمالیہ ہے جو اوسکی ذات سے مخصوص
ہے کیونکہ جمال باکمال صرف اوسی کے لیے ہے اور کسی کے
لیے نہیں بخلاف حمد غیر جو شکر ہے حمد نہیں تو اللہ ہی
کے لیے حمد ہے جو آسمانوں اور زمینوں اور اہل عالم کا رب
ہے اور یہاں حمد سے اگر حمد شاکرین مراد لی جاے تو
کچھ حرج نہیں کیونکہ حمد شاکرین اعم و بوفاے عوض اتم
ہے چنانچہ وارد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں تمکو زیادہ
دونگا اور اگر کفر کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہی اور اسمین یہ
راز ہے کہ تمام تعریفیں اوسی کی حمد سے ہیں اور اوس کا
جمال اوس کی ذات کے لیے حمد ہے اگر یہ ذات نہ ہوتی
تو عالم وجود میں حمد ظاہر نہ ہوتی جس کو خدا نے اپنے
حبیب صلعم کے لیے عام کیا کیونکہ حامد و محمود و محمد اون کے
نام نامی ہیں اور وہ احدیت و واحدیت و وحدت
و کثرت میں برزخ جامع ہیں اس ارشاد کے موافق
دو دریا جاری کیے جو باہم ملتے ہیں اور دونوں کے
درمیان ایک برزخ ہے جو اونہیں بڑھنے
نہیں دیتی اگر وہ نہ ہوتے تو ربوبیت ۔

والرب والفلک وما عبد المعبود وما
حمد المحمود وما قصد المقصود وما
وجد الموجود ۔ واما عظمت شان پس این
ہم اگر خلق نبوی و خلق احمدی و شان او اراده
کرده شود بقیاس قرین راستی است البتہ بماند
این جا خدشۂ آن را ہم زائل می کنم این کہ حمد
پیش معتزلہ بمقابلہ فعل غیر اختیاریہ است نہ کہ اختیاریہ
چہ کہ نزد شان مرجعش خود عبد است چنانکہ عبد را
خالق آن قرار داده اند حالانکہ ارباب بصیرت
و اصحاب خبرت اگر اندکے تعمق کنند این اختلاف
را بجز معارضۂ لفظیہ چیزے دیگر نہ یابند وکیف
لا یکون کذلک می توانم گفت کہ قدرت
دادن بالاتفاق نزد ہر دو فریق از جانب خداست
ولا فعل بالوجہ الکمال الا لمن لہ القدرۃ
ہم مسلم است پس کجا ماند اختلاف در معنی دور از
اعتساف و معنی عبارت این گاه آن باشد کہ عبد
بعد قادر گردانیدن حق سبحانہ قادر است بر ایجاد
افعال اختیاریہ و قدرت خاصہ حق است اجماعاً
و معتزلہ متالہ نیستند و ازین است کہ استطاعت

اور رب و فلک ظاہر نہ ہوتے اور نہ معبود معبود ہوتا نہ
محمود محمود نہ مقصود مقصود نہ موجود موجود اور عظمت شان
سے بھی اگر خلق نبوی و خلق احمدی اور اونکی شان
مراد لی جائے تو ٹھیک ہو سکتا ہے البتہ یہاں پر ایک
خدشہ رہ جاتا ہے اوسے بھی میں دور کیے دیتا ہوں
وہ یہ کہ معتزلہ کے نزدیک حمد بمقابلہ فعل غیر اختیاری
کے ہے نہ اختیاری کے کیونکہ اونکے نزدیک جیسے اپنے
افعال کا خالق خود بندہ ہے ویسے اوسکا مرجع بھی
خود بندہ ہی ہے حالانکہ سمجھداروں کو تھوڑا غور کرنے
سے یہ اختلاف بجز معارضہ لفظی اور کچھ نہ معلوم ہوگا
اور کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ قدرت دینا باتفاق
خدا کی طرف سے ہے اور فعل بوجہ کمال اوسی کے
لیے ہے جسے قدرت ہے یہ بھی مسلم ہے تو پھر
معنوی اختلاف کہاں رہا اب عبارت کے معنے
یہ ہوے کہ خدا کے قادر کرنے سے بندہ ایجاد
افعال اختیاریہ پر قادر ہے کیونکہ قدرت بالاتفاق
خدا سے مخصوص ہے اور معتزلہ متالہ[1] نہیں
ہیں ۔ اسی لیے ان کے نزدیک استطاعت

[1] متالہ عبادت کنندۂ حق یعنی حکمای صاحب اسلام

نزد ایشان سابق است از افعال و نزد اشاعرہ و ماتریدیہ ایجاد و اقتدار ہر دو برائے حق اند و عبد بیکار از ہر دو فلعرف و انصف

افعال سے سابق ہے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے نزدیک ایجاد و اقتدار دونون خدا کے لیے ہین اور بندہ دونون سے بیکار ہے۔

قولہ اَلْقَوِیُّ سُلْطَانُہٗ

اقول سلطان بروزن فعلان است بمعنی والی وحجت و قدرت مشتق از سلطنت بمعنی قہر و غلبہ کذا فی المنتخب و قوی بمعنی توانا اے غلبۂ او قویست در غالبیت بخلاف غلبہ سلطان عالم امکان کہ او بسبب امکان خویش قوت غلبہ ہم ممکن دارد و فی الواقع ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + سلطان الٰہی محیط ہر شی است و آخذ ہر موجود بناصیتہا وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِہَا سطوت غیر پیش سطوتش چون مشعل روبروے آفتاب پرتوے ندارد و بسان خار و خس پیش گل رنگ و بوئے نیارد آن را شانے دیگر است و این را آنے دیگر و الحق ؎

جلوہ اش ہر دم بشانے دیگرست
ہر کسے راز و بیانے دیگرست

سلطان فعلان کے وزن پر ہے جس کے معنے والی وحجت و قدرت کے ہین اور یہ سلطنت سے مشتق ہے جس کے قہر و غلبہ کے معنے ہین ۱۲ منتخب اور قوی بمعنی توانا یعنی اوس کا غلبہ اپنی غالبیت مین قوی ہے بخلاف دنیاوی بادشاہون کے جن کی قوت غلبہ بھی بوجہ امکان ممکن ہے اور واقعی عالم پاک سے خاک کو کیا نسبت سلطان الٰہی ہر شے کو محیط اور ہر موجود پر قادر ہے۔ کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نہین جس کی پیشانی وہ نہ پکڑے ہو غیر کی سطوت اوس کی سطوت کے روبرو مشعل و آفتاب کی طرح ہے یا جیسے کوڑا پھول کے مقابلے مین اوس کی شان ہی اور ہے اور اوس کی آن ہی دوسری ؎

اوس کا جلوہ ہر گھڑی نئی شان سے ہے۔
اور ہر شخص کا اوس کی صفت مین نیا بیان ہے

قولہ اَلظَّاھِرُ اِحْسَانُہٗ

اقول یعنی احسان او ظاہر است محتاج باستدلال نیست ظہورش زیادہ ازین چہ خواہد بود کہ خلق را از بطون بعالم ظہور آورده خود در لباس تقید پوشید و با این ہمہ پوشیدگی آشکاراست و با این ہمہ آشکارائی پوشیدہ کہ خلایق از ادراک ذات او عاجز اند و اگر در متون[۱] بطون رقم ظہور نمی پذیرفت شرح حال یکے از ممکنات ممکن نمی شد۔ و اگر بہ مکتب ظہور درس نمیداد ہمہ جاہل می بودند و نزول قرآن فائدہ نمی بخشید پس این ہمہ احسان اوست والاحسان ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ و حاصل این دوام حضور بذات الٰہی و انجذاب حسی و روحی و ذوق و شوق و جمعیت قلبی است و استغراق در مشہود خود و علم الیقین باین کہ ہمہ شی کہ بہ تست از وجود و عقل وغیرہ ہمہ نعمت اوست

یعنی اوس کا احسان ظاہر ہے کسی دلیل کا محتاج نہین اس سے زیادہ اوس کا ظہور اور کیا ہوگا کہ خلق کو عالم بطون سے عالم ظہور مین لایا اور خود بلباس تقید چھپ گیا اور اس قدر چھپ جانے پر بھی ظاہر اور ظاہر ہونے پر پوشیدہ ہے کہ خلق اسکی ادراک ذات سے عاجز ہین اگر متون[۱] بطون مین وہ رقم ظہور نہ فرماتا تو کسی ممکن کی شرح حال نہ ہو سکتی اور اگر مکتب ظہور مین درس نہ دیتا تو سب جاہل رہتے اور نزول قرآن کا کوئی فائدہ نہوتا تو یہ سب اوس کا احسان ہے اور احسان کے یہ معنے ہین کہ اللہ کی عبادت یون کرو گویا تم اوسے دیکھتے ہو اور اگر تم نہین دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہے جس کا حاصل دوام حضور اور انجذاب حسی و روحی و ذوق و شوق و جمعیت قلبی اور اپنے مشہود مین استغراق ہے اور اس کا علم الیقین کہ تم مین جو چیزین عقل وغیرہ پائی جاتی ہین یہ سب اوس کی نعمت ہے۔

قولہ اَلْبَاھِرُ حُجَّتُہٗ وَبُرْھَانُہٗ

اقول باہر بکسر ہا بمعنی روشن و ظاہر کذا فی المنتخب

باہر بکسرہا بمعنے روشن و ظاہر ۱۲ منتخب

[۱] متون جمع متن ۱۲

وبرہان بمعنی غلبہ برخصم کردن اے غالب است
دلیل او بر ہر حجت وبرہان زیراکہ وجود ہر شے
ناطق است بر عظمت موجدے باین ایجاد و
بغلبۂ حجت وبرہان او ہمہ بزبان حال وقال
معترف اند وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ وچنانکہ
برائے او حجت وبرہان است برائے ما خروج
ازنفس وعصیان ورجوع باعتراف آن ست
کہ بدانم کہ او را منت واحسان شان است و
مارا اقرار عبودیت از زبان و ایقان بالجنان

اور برہان دشمن پر غلبہ کرنا یعنی اوس کی دلیل ہر
حجت وبرہان پر غالب ہے کیونکہ ہر شے کا وجود
عظمت موجد پر بوجہ اوس ایجاد کے ناطق ہے اور
اوس کے غلبۂ حجت وبرہان کی تمام حال وقال
کی زبانین مقر ہین اس ارشاد کے موافق کہ اگر
تم اونسے پوچھوگے کہ آسمان وزمین کس نے پیدا
کیے تو وہ کہین گے کہ اللہ نے اور جسطرح اُسکے لیے حجت
و دلیل ہے ویسے ہمین بھی نفس سے نکلنا اور گناہون
سے توبہ اور اُسکا اقرار کرنا چاہیے کہ اُسکا کام عنایت و احسان
ہے اور ہمارا کام زبان سے عبودیت کا اقرار اور قلب سے یقین ہے

قوله المحتجب بالجلال

اقول محتجب اسم فاعل است از احتجاب یعنی پردہ
گرفتن یعنی پردہ گیرندہ است از جلال خود بر
ذات خویش لطیفہ توان دانست کہ اطلاق
احتجاب برحق سبحانہ صحیح است نہ حجب زیراکہ محجوب
آنکہ حجابش از خارج باشد ومحتجب آنکہ حجاب او
ازنفس خود بود پس صفات واجب پردۂ ذات واجب
شدند والا یلزم الاستکمال بالغیر وسیاق
عبارت این است الذی دخل فی الحجاب

محتجب احتجاب کا اسم فاعل ہے پردہ کرنے کے معنے
مین یعنی اپنے جلال سے اپنی ذات کا پردہ پوش
ہے لطیفہ جاننا چاہیے کہ خداوند تعالی پر احتجاب
کا اطلاق صحیح ہے نہ حجب کا کیونکہ محجوب وہ ہے جسکا حجاب
خارجی ہو اور محتجب وہ جس کا حجاب ذاتی ہو تو صفات
واجب پردۂ واجب ہوے ورنہ غیر سے کامل
ہونا لازم آتا اور سیاق عبارت یہ ہے کہ وہ ذات
جو بصفت عظمت وجلال اغیار سے حجاب مین

عن الاغیار بصفة العظمة والجلالة
وازینجاست کہ رویت از متشابہات شد
الاعتقاد بها حق وكيفيتها غير مدرك
اما عارفین کہ دایم در تجلی وشہود اند پس متحیر اند
عقول شان در کنہ ذات ومی گویند کہ تفکر
این جا مضمحل است پس توسل جستند او شان
با و از عشق ومحبت نہ بعقل بلکہ عقل را در وصول
حائل پنداشتند والعشق عندهم جنون الهی
وباہمدیگر این فرقہ معانی ست کہ در کتب تصوف
باید نگریست

ہوگئی اور اسی لیے رویت مین شبہہ پڑ گیا کہ رویت
کا اعتقاد برحق اور کیفیت غیر مدرک ہے۔ مگر
عُرفا جو ہمیشہ تجلی وشہود مین ہین۔ اور
جن کی عقلین کنہ ذات مین متحیر ہین۔ اور کہتے
ہین کہ تفکر بیان سست ہے تو انھون نے
عشق ومحبت سے توسل کیا نہ عقل سے بلکہ
عقل کو وصول مین حائل جانا اون کے نزدیک
عشق جنون الٰہی ہے اور اس فرقے نے بہت سے
معانی بیان کیے ہین جو تصوف کی کتابون مین
دیکھنا چاہیے۔

قوله المتفرد بالكمال

اقول متفرد صیغۂ اسم فاعل است از تفرد بمعنی
تنہا شدن یعنی یگانہ است در کمال وکسے با او
شریک نیست چراکہ کمال صفت خاصۂ خالق
ونقص صفت خلق است

متفرد تفرد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی تنہا
رہنے والا یعنی اپنے کمال مین یکتا ہے۔ کوئی
اوس کا شریک نہین کیونکہ کمال خاص خالق کی
صفت ہے اور نقص خلق کی صفت ہے۔

قوله المرتدي بالعظمة في الآباد والآزال

اقول مرتدی مشتق من الارتداء بمعنی چادر پوشیدن
آباد جمع ابد کہ نہایتش نباشد وآزال جمع ازل
فی الصراح بفتحتین دیرینگی وہمیشگی یقال ہو ازلی

مرتدی ارتداء سے مشتق ہے جسکے معنی چادر اوڑھنے
کے ہین آباد ابد کی جمع ہے ابد وہ جسکی انتہا نہو اور آزال ازل
کی جمع ہے صراح مین ہے کہ ازل بفتحتین دیرینگی وہمیشگی کہا جاتا ہے کہ وہ ازلی

وذکر بعض اهل العلم ان اصل هذه الکلمة قولهم للقدیم لم یزل ثم نسب الی هذا فلم یستقم الا بالاختصار فقالوا یزلی ثم ابدلت الیاء الفا لانها اخف فصار ازلیا کما یقال فی الرمح المنسوب الی ذی یزن یزنی ازلی وازل آن که ابتدایش نباشد یعنی ملتبس است به لباس عظمت وکبریائی چنانکه می فرماید الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی فی واحد منهما ادخلته فی النار ولا ابالی وعظمت وکبریائی او ازلیست من حیث الابتداء وابدیست من حیث الانتهاء وایراد جمع هر دو برای تاکید ومبالغه است در دیمومیت او تعالی ازلاً وابداً وعظمت نوریست به نسبت ذات که مشار الیه بالازار است وتعلقش باغیر نیست پس عظمت غنا مطلق است وکبریاء نوریست به نسبت غیر که مشار الیه بالرداء است و مراد از کبریاء استعلاست فله العظمة والکبریاء

وله العزة والبهاء فی الآباد والآزال۔ وسر تقدیم ابد بر ازل آنکه ابد نهایة الشیء فی الوجود

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ اس کلمہ کی اصل عرب کا قول قدیم کے لیے لم یزل ہے پھر جب اسی کی طرف منسوب کیا گیا تو بغیر اختصار کے ٹھیک نہوا تب اونھون نے یزلی کہا پھر یا الف سے بدلدی گئی کیونکہ وہ خفیف ہے تو ازلی ہوگیا جیسے نیزہ منسوب بہ ذی یزن یزنی کہا جاتا ہے۔ ازلی وازل وہ جس کی ابتدا نہو یعنی ملبس بلباس عظمت وکبریائی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر اور عظمت میری ازار ہے جو کوئی ان دو مین مجھسے جھگڑیگا اُسے مین دوزخ مین ڈالونگا اور کچھ پروا نہ کرونگا اور اوس کی عظمت وکبریائی من حیث الابتدا ازلی ومن حیث الانتہا ابدی ہے اور دونون کی جمع لانا تاکید ومبالغہ کے لیے ہے ازلاً وابداً اوسکی دیمومیت مین اور عظمت ذات کا وہ نور ہے جو مشار الیہ بہ ازار ہے اور جسکا تعلق غیر سے نہین تو عظمت غنا مطلق ہے اور کبریا وہ نور ہے جو بہ نسبت غیر چادر سے مشار الیہ ہے اور کبریا سے استعلا مراد ہے تو اوسی کے لیے عظمت وکبریا وعزت وبہا آباد و آزال مین ہے اور ابد کو ازل پر اس لیے مقدم کیا کہ ابد نہایت الشیء فی الوجود ——

را گویند ونهایت عبد در وجود حق سبحانه است یعنی بتحقیق وجود حق در ازل و ابد است نه غیر او

کو کہتے ہین اور بندہ کی انتہا وجود مین حق سبحانہ ہی تو ازل وابد مین حقیقتاً حق ہی کا وجود ہے نہ کسی دوسرے کا۔

قوله۔ لَا يُصَوِّرُهُ وَهْمٌ وَخَيَالٌ وَلَا يَحْصُرُهُ حَدٌّ وَمِثَالٌ ذِي الْعِزِّ الدَّائِمِ السَّرْمَدِيِّ وَالْمُلْكِ الْقَائِمِ الدَّيْمُومِيِّ

اقول۔ باید انگاشت که هرچه در ذهن آید اگر هر دو طرفش مساویست آن را شک گویند واگر راجح است احد الطرفین پس راجح را ظن ومرجوح را وهم خوانند بعد ازان اگر مستقر شد شے در خزانه پس آن را خیال نامند وخیال قوتیست مرتبه در موخر تجویف اول از دماغ پیش جمهور ومحقق طوسی در شرح اشارات گوید که وکان الروح المنصوب فی البطن المقدم هو آلة للحس المشترک والخیال الا ان ما فی مقدم ذلک البطن بالحس المشترک اخص وما فی موخره بالخیال اخص غرضکه آن صورت حافظ جمیع صور محسوسات است وحافظ تمثیلات بعد غیبت آنها وخیال خزانه حس مشترک است ودلیل این قول از شرح قدیم چنین مستفاد میشود که مثلاً اولاً صورتے مشاهده کردیم یک زمان غافل ازان ماندیم

جاننا چاہیے کہ جو کچھ ذہن مین آئے اگر اوس کے دونون پہلو برابر ہون تو وہ شک ہے اور اگر ایک راجح ہو تو وہ ظن ہے اور مرجوح وہم پھر اگر وہ چیز خزانہ مین ٹھہر گئی تو وہ خیال ہے اور جمہور کے نزدیک خیال وہ قوت ہے جو موخر تجویف اول دماغ مین مرتب ہے محقق طوسی شرح اشارات مین لکھتے ہین کہ وہ روح جو بطن مقدم مین رکھی گئی ہے وہی آلہ حس مشترک وخیال ہے مگر یہ کہ جو کچھ اس بطن کے مقدم مین ہے وہ حس مشترک سے اخص ہے اور جو کچھ موخر مین ہے وہ خیال سے اخص ہے غرضکہ وہ صورت تمام صور محسوسات نیز تمثیلات کی اون کے غائب ہونے پر حافظ ہے اور خیال حس مشترک کا خزانہ ہے۔ اور اس کی دلیل شرح قدیم سے یہ پائی جاتی ہے کہ مثلاً پہلے ہم نے ایک صورت دیکھی اور کچھ دنون اوس سے غافل رہے۔

و بار دیگر مشاهده اش کردیم میتوانیم گفت که این
همان شے بجنسه است اگر آن صورت در محفوظ
نماند در زمان ذهول ممتنع است این حکم کردن و
وهم قوتے ست مرتبه در دماغ لیکن آن اشد ارتباط
با آخر تجویف اوسط از دماغ دارد و ادراک می کند
معانی جزئیه را که مدرک بحواس ظاهر نشده اند و
آن معنی در محسوسات موجود اند همچو قوتیکه در شاة
حاکم است باین که از گرگ اورا فرار اولے است و
عز و عزت هر دو مترادف اند سرمدی بمعنی دائمی
ملک بالضم بمعنی معروف و حد در لغت نهایه
شے را گویند و در اصطلاح منطقیین آنکه مرکب باشد
از اجزاء داخلی یا خارجی و مثال صورت شی را گویند
معنی آنکه کنه ذات او در تصور و خیال نمی آید و آنچه
که آید وهم و خیال است والله خالق الوهم والخیال
فکیف لا یکون عنهما المتعال و علاوه برین
وهم و خیال در معرض زوال است و آن بر واجب
محال که او دائم و قدیم است ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وهم
وز هر چه گفته اند و شنیدیم و خوانده ایم

پھر اوسکا علم دوبارہ اوسے دیکھا تو کہہ سکتے ہین کہ بجنسہ
یہ وہی چیز ہے اگر وہ صورت ہے اسی زمانۂ غفلت ہم مین
محفوظ نہ رہتی تو یہ حکم نہین کیا جا سکتا تھا اور وہم
وہ قوت ہے جو دماغ مین مرتب ہے مگر وہ آخر تجویف
اوسط دماغ سے زیادہ مرتبط ہے اور اون معانی جزئیہ
کا ادراک کرتی ہے جو حواس ظاہر سے ادراک نہین
کیے جاتے اور یہ محسوسات مین بھی ہے جیسے وہ قوت
جو بکری کو بھیڑیے سے بھاگنے کا حکم دیتی ہے اور
عز و عزت دونون کے ایک معنی ہین سرمدی بمعنی
دائمی مُلک بالضم بمعنی مشہور اور حد لغت مین منتہائے
شے کو کہتے ہین اور منطقیین کی اصطلاح مین وہ جو
اجزاے داخلی یا خارجی سے مرکب ہو اور مثال صورت
شے کو کہتے ہین معنے ہوے کہ اوسکی کنہ ذات تصور و
خیال مین نہین آتی اور جو کچھ آتی ہے وہ وہم و خیالی
ہے اور اللہ خالق وہم و خیال ہے وہ کیسے اون سے
بزرگ ہوگا علاوہ اسکے وہم و خیال زوال پذیر ہین اور
زوال واجب محال ہے کیونکہ وہ دائم و قدیم ہے ؎

اے خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر
اور اوس سے بھی جو لوگون نے کہا اور ہم نے سنا اور پڑھا

١٢٤٤٣
٢٧٠.٤٠١
م

و لا حد له ای لا منتهی له و لا جزء له ذهناً و
خارجاً کما علم فی الکتب الکلامیة والحکمیة
و مثل نیست مراو را لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ صاحب
عزت دائم سرمدیست و ملکش در کمال جلال قائم
و ابدی و خواه معنی این گیرند که دائم در تقید است فادد

اوس کی حد یعنی انتہا نہین اور نہ اوسکا ذہنی و خارجی
کوئی جزو ہے چنانچہ کتب حکمت و کلام سے معلوم ہوتا ہے
اور نہ اوس کا مثل ہے کیونکہ اوسکے مثل کوئی چیز نہین
عزیز دائم سرمدی ہے اور اوسکا ملک یکسان جلال قائم
و ابدی اور خواہ یہ معنی لین کہ ہمیشہ تقید مین ہے۔

قوله وَالْقُدْرَةِ الْمُمْتَنِعِ الْإِدْرَاكِ كُنْهُهَا وَالسَّطْوَةِ الْمُسْتَوْعِرِ طَرِيقُ اسْتِيفَاءِ وَصْفِهَا

اقول قدرت بمعنی توانائی والسطوة فی الاصل
الصولة والمراد منه القهر و استیعار درشت داشتن
و استیفاء کامل گرفتن یعنی تو قوت حقه پاک ست
از حرکت و سکون و خروج و دخول و مادیت و آلیت
و زمان و مکان و سایر ما یحتاج الیه و ضد آن عجز
است و برائے وجود واجب سه مراتب اند مرتبهٔ
اولے ذات است قطع نظر از صفات و مرتبهٔ ثانیه
صفات جمال که صفحات اند درین مرتبه تجلی ذات
در کسوت صفات بود و مرتبهٔ ثالثه قدرت است
و درین مرتبه فعل و ایجاد است و حق بجمیع مراتب
وحدانی الذات والصفات است پس موجودات
و ایجاد آنها درین مرتبه است پس دشوار گردید ادراک
کنه قدرت و سطوت او و پاک است از عالم ایجاد او

قدرت بمعنی طاقت اور سطوت اصل مین صولت ہے
جس سے قہر مراد ہے اور استیعار کے معنے سخت ہونے
اور استیفاء کے کامل لینے کے ہین یعنی قوت حق حرکت
و سکون و خروج و دخول و مادیت و آلیت و زمان و
مکان وغیرہ سے پاک ہے اور اوسکی ضد عجز ہے اور
وجود واجب کے تین مرتبے ہین مرتبۂ اول ذات
قطع نظر از صفات مرتبۂ دوم صفات جمال جو
صفحات ہین اس مرتبے مین تجلی ذات پردۂ صفات
مین ہوتی ہے۔ مرتبۂ سوم قدرت۔ اسی مرتبہ مین
فعل و ایجاد ہے اور حق بجمیع مراتب وحدانی الذات و صفات
ہے تو موجودات اور اون کی ایجاد اسی مرتبہ سے
ہے لہذا اوس کی کنہ قدرت و سطوت کا ادراک دشوار
ہے اور اوس کا فعل عالم ایجاد سے پاک ہے

و فعل او و آنحضرت صلعم نور اوست و حجت و برهان او
و عبد و رسول او و ایجاد عالم بسبب تکوین ازلی است
در عالم قدرت که پاک است از تعلق زمان و مکان
و مشار الیه کن فیکون است بلمح الطف که الطف
از لمح بصر است زیرا که بصر اگرچه در غایت لطافت
است لیکن از اکوان عالم حکمت اشاره کرده می شود
بسوے عالم قدرت و در عالم حکمت خلق السموات
والارض فی ستة ایام حیه که دران وسعت است
و تعلق بزمان و مکان پس این در ظاهر است و
آن در غیب و همین ستر معراج ست پس حکمت در
قدرت این ست و قدرت در حکمت چنین پس
هر دو دو وصف اند از کمالات وجود و احد و قدرت
عالم وحدت ست و حکمت عالم کثرت پس وحدت
در کثرت است و کثرت در وحدت

اور آنحضرت صلعم اوس کے نور و حجت و عبد و رسول
ہین اور ایجاد عالم عالم قدرت مین بوجہ تکوین ازلی
کے ہے جو تعلق زمان و مکان سے پاک ہے اور
کن فیکون کا مشار الیہ ہے بلمح الطف جو لمحہ بصر سے
بھی زیادہ لطیف ہے کیونکہ بصر اگرچہ نہایت لطیف ہے
مگر یہان اکوان عالم حکمت سے عالم قدرت کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہے اور عالم حکمت مین آسمان و زمین
چھ روز مین پیدا کیے گئے کیونکہ اوس مین وسعت ہے
اور زمان و مکان سے تعلق ہے تو یہ ظاہر مین ہے
اور وہ غیب مین ہے اور یہی معراج کا راز ہے قدرت
مین حکمت یہ ہے اور حکمت مین قدرت وہ تو یہ دونون وجود
حق کے کمالات سے دو وصف ہین - قدرت
عالم وحدت ہے اور حکمت عالم کثرت وحدت کثرت
مین ہے اور کثرت وحدت مین-

قوله نَطَقَتِ الکَائِنَاتُ بِاَنَّهُ الصَّانِعُ المُبدِعُ وَلَاحَ مِنْ صَفَحَاتِ ذَرَّاتِ الوُجُودِ بِاَنَّهُ الخَالِقُ المُخْتَرِعُ

اقول کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات اما ایراد
این تخصیص بعد تعمیم دال است بر کمال اظهار هر یک مر
ربوبیت حق را آرے ع هر گیاهیکه بر زمین روید

کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات لیکن تعمیم کے
بعد تخصیص لانا اس کی دلیل ہے کہ ہر چیز سے ربوبیت
حق بخوبی ظاہر ہوتی ہے بیشک ع گھانس زمین سے نکلتی ہے

وحده لاشریک له گوید ۱۲ مُبدع صیغه اسم فاعل است
یعنی از خود چیزے پیدا کننده بلا سبب و ماده کذا
فی الکشف و میر سید شریف در تعریفات الاشیاء
گوید الابداع ایجاد الشیء من لاشیء وقیل
الایجاد تاسیس الشیء عن الشیء والخلق
ایجاد شیء من شیء والابداع اعم من
الخلق ولذا قال بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ
وخَلَقَ الاِنسَانَ ولم یقل بدیع الانسان
وقیل ایجاد شیء غیر مسبوق بمادة ولازمان
کالعقول وهو یقابل التکوین والاحداث
لکونه مسبوقا بالزمان وبینهما تقابل
التضاد ان کانا وجودیین وتقابل
الایجاب والسلب ان کان احدهما وجودیا
والاخر عدمیا ویعرف هذا من تعریف
المتقابلین انتهی و لاح مشتق از لوح ست بمعنی
روشن و پیدا شده کذا فی المنتخب و الصراح المخترع
ایجاد کننده و کار بیرون آرنده کذا فی المنتخب و
در نطق جمادات و نباتات اختلاف ست بعضی
منکر اند و می گویند که مراد از نطق ایشان صورت

وہ توحید کا اقرار کرتی ہے مبدع اسم فاعل کا صیغہ ہے
جسکے معنے از خود بلا سبب و مادہ کوئی چیز پیدا کرنے والے
کے ہین ۱۲ کشف اور میر سید شریف تعریفات الاشیاء
مین لکھتے ہین کہ ابداع شے کا لاشے سے ایجاد کرنا اور
بعض کے نزدیک ایجاد کسی چیز کی دوسری چیز سے
بنیاد رکھنا اور خلق ایجاد شے از شے اور ابداع خلق سے
عام ہے اسی لیے اللہ تعالے نے بدیع السموات
والارض اور خلق الانسان فرمایا اور بدیع الانسان نہ
فرمایا اور بعض کے نزدیک ایجاد شی غیر مسبوق بمادہ و
زمان جیسے عقول اور وہ بوجہ اوسکے مسبوق بالزمان
ہونے کے تکوین و احداث کے مقابل ہے اور ان
دونون مین تقابل تضاد ہے اگر دونون وجودی
ہون اور تقابل ایجاب و سلب ہے اگر ایک وجودی
اور دوسرا عدمی ہو اور یہ متقابلین کی تعریف سے
پہچانا جاتا ہے اور لاح لوح سے مشتق ہے بمعنی
روشن و ظاہر ۱۲ منتخب و صراح - مخترع ایجاد
کرنے والا ۱۲ منتخب - اور جمادات و
نباتات کے نطق مین اختلاف ہے بعضے منکر
ہین کہتے ہین کہ نطق سے اون کی موجودہ صورت

موجودہ ایشان است کہ دال است بر وجود صانع و مختار شیخ اکبر این است کہ ایشان را نطق قولی ہم است و استدلال شان بدین آیۂ کریمہ است

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ و ہمین است مختار محققین صوفیہ حاصل معنی این کہ گویا اند مخلوقات تماما باین کہ اوست صانع پیدا آرندہ ناپدیدگان و درخشان است از صفات ذرات وجود این کہ اوست خالق و وجود بخشندۂ موجودات

مراد ہے جو وجود صانع کی دلیل ہے اور حضرت شیخ اکبر کے نزدیک نطق قولی بھی اونمین ہے اور وہ اس آیت سے دلیل لاتے ہین کہ کوئی چیز ایسی نہین جو اوس کی حمد نہ کرتی ہو مگر تم اون کی تسبیح نہین سمجھتے اور محققین صوفیہ کا بھی یہی مذہب ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوقات اس کی قائل ہے کہ وہی صانع ہے ناپید کو ظاہر کرنے والا اور ذرات وجود کے صفات سے یہ بات ظاہر ہے کہ وہی خالق اور موجودات کو وجود بخشنے والا ہے

قولہ وَسَمَ عَقْلَ الْاِنْسَانِ بِالْعَجْزِ وَالنُّقْصَانِ وَاَلْزَمَ فَصِیْحَاتِ الْاَلْسُنِ وَصْفَ الْحَصَرِ فِیْ حَلْبَةِ الْبَیَانِ

اقول الوَسم بالفتح نشان کردن و عیب و داغ کذافی الصراح و فصیحات بروزن فعیلات جمع فصیحہ است مشتق از فصاحت بمعنی کشادہ سخن گفتن و تیز زبانی و خوشگوئی کذافی المنتخب و در اصطلاح علم معانی خالی بودن کلام از ضعف الفاظے کہ زبان زد خلایق نباشند و از ترکیب کلمات یعنی تراکیب ناانوس و الفاظ ثقیل و درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب ثقل است چنانکہ جمع علم و صدقِ قول کہ دو عین

وسم بالفتح نشان و عیب و داغ ۱۲ صراح۔ اور فصیحات بروزن فعیلات جمع فصیحہ فصاحت سے مشتق ہے بمعنی تیز زبانی و خوشگوئی ۱۲ منتخب اور اصطلاح علم معانی مین کلام کا اون الفاظ سے خالی ہونا جو عام طور پر زبان زد نہون۔ اور نہ ایسے کلمات سے مرکب ہو جس کی ترکیب الفاظ غیر مانوس و ثقیل سے ہو یا دو حرف ایک جنس کے جو سبب ثقل ہین جمع ہون جیسے جمع علم و صدق قول کہ اس مین دو عین

دو دو قاف جمع شدند کذافی مختصر المعانی الْاَلْسُن جمع لسان و آن معروف ست و حَلْبَة بمعنی میدان یعنی داغدار کرد عقل کامل انسان را کہ آن عقل انبیاء و اولیاء است با کمال ادراک و جمال فصاحت و با عجز موصوف گردانید چنانچہ در حدیث آمدہ

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ لیکن با این ہمہ نوازش است کہ دوستان را اسماط عجز بر جبین نہ پسندید و بر زبان امیر المومنین ابوبکر اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ و ہمین است سرّ در این کہ اسماء الٰہیہ جملہ توقیفیہ اند و سعت نمی تواند یافت احدے باین کہ تسمیہ کند حق سبحانہ را و ثنا کند از نفس خود و با این ہمہ جملہ خلایق بعقول خویش می شناسند او را و بزبان خود می خوانند او را و او قبول می کند دعاے ہر یک را فافہم

و دو قاف جمع ہین ۱۲ مختصر معانی الْاَلْسُن جمع لسان بمعنی زبان اور حلبہ بمعنی میدان یعنی عقول انسان کامل کو جو انبیاء و اولیاء ہین کمال ادراک و جمال فصاحت کے باوجود داغدار اور عجز سے موصوف کیا حدیث مین ہے کہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً[1] عَلَیْكَ الخ۔ لیکن پھر بھی یہ نوازش ہے کہ دوستون کی جبین نیاز پر داغ عجز دیکھنا پسند نفرمایا حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق کی زبان مبارک سے کہلوادیا کہ ادراک کے ادراک سے عاجز ہونا یہی ادراک ہے اور یہی کل اسماء الٰہیہ کے توقیفیہ ہونے کا راز ہے کسی مین یہ طاقت نہین جو خود خدا کی حمد و ثنا کرے پھر بھی سب اپنی عقلون سے اوسے پہچانتے اور اپنی زبان مین دعا مانگتے ہین اور وہ ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے۔

[1] نہین شمار کر سکتا ہون تیری تعریف جیسی کہ تو نے اپنی ذات پر تعریف کی ۱۲

قولہ وَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ الْكَرِیْمِ اَجْنِحَةَ طَائِرِ الْفَهْمِ وَسَدَّتْ تَعَزُّزًا وَجَلَالًا مَسَالِكَ الْوَهْمِ وَالظَّنِّ فَطَامِحُ الْبَصِیْرَةِ تَعْظِیْمًا وَاِجْلَالًا وَلَمْ یَجِدْ مِنْ فَرْطِ الْهَیْبَةِ فِیْ فَضَاءِ الْجَبَرُوْتِ مَجَالًا فَعَادَ الْبَصَرُ كَلِیْلًا وَالْعَقْلُ عَلِیْلًا وَلَمْ یَنْتَهِ اِلٰی كُنْهِ الْكِبْرِیَاءِ سَبِیْلًا

اقول۔ اَحْرَقَتْ مشتق از احراق بمعنی سوختن سُبُحَات

احرقت احراق سے مشتق ہے جسکے معنی جلانے کی ہین سبحات

بضم سین وبای عظمت وجلال وجه ذات آلکریم
بروزن فعیل از کرم کریم بمعنی مَن کثر نفعه وخیره
اجنحه بروزن افعله جمع جناح بمعنی بازو وسدّت
بمعنی منعت فضاء الجبروت باید دانست که در اصطلاح
صوفیه این چند الفاظ اند جبروت لاهوت ناسوت
ملکوت. جبروت صیغه مبالغه از جبر بمعنی قهر وسلطنت
ودر اصطلاح عبارت است از صفات فعلیه چون
ایجاد واعدام وتغیر از حالی بحالی ونیز جبروت
صفات وافعال را گویند همچو تخلیق وترزیق ونزد
ابوطالب مکی جبروت عالم عظمت را گویند که مراد از آن
عالم صفات واسماء الهیه بود در سراج القلوب می نویسد
که لاهوت عالم ذات است وجبروت عالم صفات
وملکوت عالم ملائکه وارواح وناسوت عالم حیوانات
ونباتات وجمادات انتهی وهمچنین است در شرح طوالع
ومراد از مرتبه لاهوت غیب مطلق واحدیت ذات
بحت ووراء الوراء که مبدء کل ومنقطع الاشارات
است ومراد از مرتبه ناسوت عالم شهادت است
ومنتهای تعینات که عبارت از اشیاء کونیه مرکبه
متکیفه که قبول تجزّی وخرق والتیام می کنند

بضم سین وبا عظمت وجلال وجه ذات کریم بر
وزن فعیل کرم سے کریم بمعنی صاحب نفع وخیر کثیر
اجنحه بروزن افعله جمع جناح بمعنی بازو اور سدّت
یعنی روک دیا فضاء الجبروت جاننا چاہیے کہ
اصطلاح صوفیہ مین یہ چند الفاظ ہین جبروت لاہوت
ملکوت ناسوت. جبروت جبر سے مبالغہ کا صیغہ ہے
بمعنی قہر وسلطنت اور اصطلاح مین صفات فعلیہ سے
مراد ہے جیسے ایجاد اور اعدام اور ایک حال سے دوسرے
حال مین تغیر اور صفات وافعال کو بھی جبروت
کہتے ہین جیسے تخلیق وترزیق اور ابوطالب مکی کے
نزدیک عالم عظمت کو جبروت کہتے ہین جس سے
عالم صفات و اسماء الٰہیہ مراد ہین سراج القلوب مین
ہے کہ لاہوت عالم ذات ہے اور جبروت عالم صفات
اور ملکوت عالم ارواح وملائکہ اور ناسوت عالم حیوانات
ونباتات وجمادات انتہی اور ایسا ہی شرح طوالع مین بھی
ہے اور مرتبہ لاہوت سے غیب مطلق واحدیت ذات بحت
ووراء الوراء ومبدء کل ومنقطع الاشارات مراد ہے اور
مرتبہ ناسوت سے عالم شہادت اور منتہاے تعینات مراد
ہے یعنی اشیاء کونیہ مرکبہ متکیفہ جو تجزی وخرق والتیام قبول کرتی ہین

فائدہ جلیله بدانکه اول کسی که تکلم کرد به لاهوت
نصاری اند که گفته اند در حق عیسی علیه السلام
تدرج اللاهوت بالناسوت بعد از آن
استعمال کرد او را سفیان ثوری واتباع او از
صوفیه. حاصل معنی آنکه سوخت جلال ذات و
انوار عظمت او بازوی طائران فهم را وبسبت
بکمال عزت وجلالت راه وهم وفهم را که نمی رسد
بسوی او وهم زیرا که ذات او اعز واجل است از
ادراک وافهام ما وطائران فهم ووهم نمی توانند پرید
مگر در عالم امکان وپوشید شعاع بصیرت باطنی را
به تعظیم واجلال که شان نوازش کبریا ذو الجلال
است ونیافت عقل از فرط هیبت در میدان
ذات بحت مجال پس باز آمد بصر کند وعقل بیمار
چنانکه بداهةً ظاهر است که از نظر بر شعاع مهر چه مایه
بصر خیرگی می کند حاصل امر عجز از کنه کبریائی همین
نهج بینائی است هر که تا آنجا رسید بدولت این
دولت گران مایه عجز رسید

فائدہ جلیلہ لفظ لاہوت پہلے پہل نصارے نے بولا
جنھون نے حضرت عیسے علیہ السلام کے حق مین کہا
کہ تدرج اللاهوت بالناسوت پھر اس لفظ کو
سفیان ثوری اور اتباع صوفیہ نے استعمال کیا
غرض کہ اوس کے جلال ذات وانوار عظمت نے
طائران فہم کے بازو جلا دیے اور کمال عزت جلالت
سے وہم وفہم کے راستے بند کر دیے کہ وہم وہان تک
نہین پہونچتا ہے کیونکہ اوسکی ذات سمجھ اور ادراک
سے برتر ہے اور طایران فہم ووہم سوا عالم امکان
کے نہین اوڑ سکتے اور شعاع بصیرت باطنی کو تعظیم و
اجلال سے جو شان نوازش کبریا ذو الجلال ہے
چھپا دیا اور عقل نے فرط ہیبت سے میدان ذات
بحت مین مجال نہ پائی لہذا بصر چوندھیا کر اور عقل
بیمار ہو کر واپس آئی چنانچہ بدیہی بات ہے کہ
شعاع آفتاب پر نظر کرنے سے آنکھ کیسی چوندھیا
جاتی ہے غرضکہ کنہ کبریائی سے عجز ہی بینائی ہے
جو وہان تک پہونچا اسی کی بدولت پہونچا۔

قوله فسبحان من عزت معرفته لولا تعريفه وتعذر على العقول تحديد تكييفه

اقول. استعمال لفظ سبحان برچند گونه آمده در بعضی

لفظ سبحان کا استعمال کئی طرح پر آیا ہے بعض مین

مصدر بر وزن غفران وفعل ثلاثی او سبح است و در قاموس است سبح کمنع سبحانا وسبح تسبیحا قال سبحان اللّٰه ای تنزیھا للّٰہ من الصاحبة والولد وگاہے علم مصدر کہ آن تسبیح است و درین ہنگام بر وزن عثمان خواہد بود وبر استعمال اول مضاف است وبر استعمال ثانی مقطوع الاضافة پس تقدیر آنکہ سبّحتُہٗ سُبحانًا اے بہ پاکی یاد می کنم خدا را چنانکہ متبادر بودہ است و فی تاج المصادر التسبیح خدا را بہ پاکی یاد کردن ومعرفت وشناسائی یعنی پاک است آن کہ عزیز است معرفت او اگر نمی بود شناسانیدن خود او را ہر آئینہ دشوار بود بر عقول حد کردن وکیفیت بیان نمودن گو کیفیت واقعی اکنون ہم کے میسر مے آید مگر این قدر می دانیم کہ او خدا است وکنہش محال واگر قدرے دریافت شدہ پس عقول عرفا را کہ بواسطہ متابعت نبوی بدو واصل شدہ مقصد حاصل کردہ اند و این مرتبہ نخواہد یافت مگر کسے کہ از ہستی موہوم برآید

مصدر بر وزن غفران جس کا فعل ثلاثی سبح ہے اور قاموس مین ہے سبح کمنع سبحانا وسبح تسبیحا قال سبحان اللّٰه ای تنزیھا للّٰہ من الصاحبة والولد اور کبھی علم مصدر جو تسبیح ہے اور اس وقت بر وزن عثمان ہوگا اور بر استعمال اول مضاف وبر استعمال ثانی مقطوع الاضافت پس اصل یہ کہ سبحتہ سبحانا یعنی خدا کو بہ پاکی یاد کرتا ہون جیسا کہ متبادر ہے اور تاج المصادر مین ہے کہ تسبیح خدا کو بپاکی یاد کرنا اور معرفت شناسائی یعنی وہ پاک ہے جسکی معرفت عزیز ہے اگر اوس کو خود پہچنوانا نہوتا تو عقول پر اوس کی تعریف مشکل ہوتی۔ گو اب بھی واقعی تعریف نہین ہوسکتی مگر اتنا معلوم ہے کہ وہ خدا ہے جسکی کنہ کا ادراک محال ہے اور اگر کچھ دریافت بھی ہوا تو عرفا ہی کو جنھون نے بواسطہ متابعت نبوی اوس سے واصل ہوکر مقصود حاصل کیا اور یہ مرتبہ سوا اوسکے جو ہستی موہوم سے چھوٹ جائے اور کوئی پا نہین سکتا

قوله ثُمَّ اَلْبَسَ قُلُوْبَ الصَّفْوَةِ مِنْ عِبَادِهٖ مَلَابِسَ الْعِرْفَانِ وَخَصَّهُمْ مِنْ بَيْنِ عِبَادِهٖ بِخَصَائِصِ الْاِحْسَانِ

اول صفوة بہر سہ حرکت حرف اول وسکون فا وفتح واو بمعنی برگزیدگی وخلاصہ کردن وصاف شدن وبرگزیدہ وانچہ صاف باشد از غش و تیرگی کذا فی القاموس ملابس جمع ملبس بفتح میم وکسرۂ باے موحدہ وسین مہملہ بمعنی پوشش و لباس کذا فی الصراح وخصایص جمع خصیصہ بمعنی خوہا واثرہا کذا فی غیاث اللغات بعد ازین باید دانست کہ شیخ رحمة اللّٰه علیہ بعد از فراغ توحید آغاز کرد نعت اصفیاء موحدین واظہار نعمات آلہیہ خاصہ برین اولیاء امت عام وارد اند وبر خاص طائفہ کرام صوفیہ صادرپس می فرماید کہ منجملہ احسان آلہیہ این کہ بپوشانید قلوب بندہاے برگزیدہ را حلہاے عرفان وخاص کرد اوشان را از سائر عباد بخصایص احسان کما قال ان اللّٰه یحب المحسنین وابن ہمہ انعام صوفیہ را بواسطۂ اتباع سید البشر محمد مصطفٰے صلعم است آرے تا آفتاب نبوت بر دل طالب نتابد راہ مقصود خود نیابد قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

صفوة حرف اول کی تینون حرکتون اور سکون فا اور فتح واو بمعنی برگزیدگی اور خلاصہ کرنا اور صاف ہونا اور وہ جو میل سے صاف ہو ۱۲ قاموس ملابس جمع ملبس بفتح میم وکسرۂ باے موحدہ وسین مہملہ بمعنی پوشش ولباس ۱۲ صراح اور خصایص جمع خصیصہ بمعنی عادت واثر ۱۲ غیاث جاننا چاہیے کہ حضرت شیخ رحمة اللّٰه علیہ نے توحید سے فراغت پاکر نعت اصفیاء موحدین ونعمات آلہیہ کا جو اولیاے امت پر عموماً اور طائفۂ کرام صوفیہ پر خصوصاً وارد ہین بیان شروع کیا لہذا فرماتے ہین کہ اور خدا کا احسان یہ ہے کہ اوس نے خاص بندون کے قلوب کو حلہاے عرفان پہنائے اور اون کو اور بندون سے بخصوصیت احسان مخصوص کیا چنانچہ فرمایا کہ اللّٰه محسنین کو دوست رکھتا ہے اور یہ تمام بخششین صوفیہ پر بوجہ متابعت نبوی صلعم ہین جب تک آفتاب نبوت طالب کے دل پر نہ چمکیگا راہ مقصود نہ ملے گی چنانچہ ارشاد ہے کہ اگر تم اللّٰه کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللّٰه تم کو دوست رکھیگا۔

قوله فصارت ضمائرهم من مواهب الأنس مملوّة ومرائى قلوبهم بنور القدس مجلوّة

اقول ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل۔ مملو بفتح اول و
سکون دوم وضم لام وتشدید واو بمعنی پر کرده شده
صیغه اسم مفعول است از ملأ دراصل مملوء بود بر
وزن مفعول پس همزه بواو بدل کردند و واو را در
واو ادغام نمودند مملو شد وفارسیان به تخفیف
هم آرند ونیز درست باشد بضم میم اول وسکون
دوم وفتح لام بروزن مکرم درین صورت نیز اسم
مفعول است از باب افعال ماخوذ از ملأ بمعنی پُر
کردن مواهب بفتح میم وکسر ہا بمعنی بخششها یعنی
حق سبحانه بسبب فضل عظیم وکرم نخیم خود قلوب عرفا
را ملابس عرفان پوشانید وبه خصایص احسان
مخصوص کرد ضمایر اوشان مملو از مواهب الٰهی
وآئینه قلوب شان از نور قدس مجلّے شدند و
انس سکون مع الله وبا و اشتغال در جمیع احوال را
گویند از روے محبت واشتیاق از نمایش این که
اگر سالک در دوزخ افگنده شود انس او مکدر نشود
ومؤید این قول حضرت شیخ جنید در حال ارباب وجد

ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول وسکون
دوم وضم لام وتشدید واو ملأ سے ماخوذ اسم
مفعول کا صیغه ہے بمعنی بھرا ہوا اصل مین مملوء
مفعول کے وزن پر تھا ہمزه کو واو سے بدل دیا
اور واو کو واو مین ادغام کر دیا مملو ہوا اور فارسی
والے به تخفیف بھی لاتے ہین اور بضم میم اول وسکون
دوم وفتحه لام مکرم کے وزن پر بھی ٹھیک ہے اور
اس صورت مین بھی اسم مفعول ہے باب افعال
سے ماخوذ ملأ سے جس کے معنے بھرنے کے ہین۔
مواہب بفتحه میم وکسرۂ ہا بمعنی بخششین یعنی حق سبحانه
نے اپنے فضل وکرم سے قلوب عارفین کو عرفان
کے لباس پہنائے اور بخصایص احسان مخصوص کیا اور انکے
ضمائر مواہب الٰہی سے بھر گئے اور آئینۂ قلوب نور قدس
سے روشن ہو گئے اور انس سکون مع الٰہی اور اوسمین ہر
وقت مشغول رہنے کو کہتے ہین جسکا ادنے درجه یه ہے
کہ اگر سالک دوزخ مین پھینکا جائے تو اوسکا انس مکدر نہو
اور اسکی تائید مین حضرت جنید کا یه ارشاد ہے جو ارباب وجد

وحال می فرماید که وجد واجد آنگه راست است
که شمشیر بر رو خورد وادراک نکند ونشان صدق
حال همین است زیرا که واردات غیبیه دل سالک
را چنان می رباید که وجود دران حال بے بود محض
گردد و فے الواقع همین مصداق قول صاحب
گلشن راز ملا محمود چیستری است در تعریف عشق
که العشق نار یحرق ما سوی المحبوب و
درین زمانه این از نوادر است کاتب الحروف
از حضرت جدی واستادی مولانا شاه تقی علی قلندر
قدس سره شنیده است که حضرت خواجه حسن
مودودی چشتی که از یاران قدوة الاعاظم حضرت
شاه محمد کاظم قلندر بودند یک بار بر دہلی دروازۂ لکھنو
مجلس سماع گرم بود حالتے در گرفت دران حال خود را
از بالاے دروازه بزیر انداختند مریدے که زیر آن
استاده بود جان فداے پیر کرد و بر ہر دو دست
اوشان را نگهداشت وایشان را خبرے نه شد ونیز
میفرمودند که یک بار بر تکیۂ شریفه در عرس حضرت
شاه محمد کاظم قلندر حضرت خواجه حسن را حالتے دررود
در باغ بکلو متصل درگاه عالی جاه حضرت پیر ومرشد

وحال کے بارہ مین ہے کہ واجد کا وجد اوس وقت
ٹھیک ہے کہ جب تلوار مُنہ پر کھائے اور ادراک نہ کرے
اور حال سچے ہونے کا نشان بھی یہی ہے کیونکہ واردات
غیبیه سالک کے دل کو ایسا اُڑا لیجاتے ہین کہ اوس وقت
وجود بے بود محض ہوتا ہے اور واقعی اسی کا مصداق
صاحب گلشن راز ملا محمود چیستری کا قول متعلق عشق
ہے کہ عشق وہ آگ ہے جو ماسواے محبوب کو جلادے
اور اس زمانے مین یه بہت کم ہے۔ مین نے اپنے
جد واستاد حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر سے سنا
ہے کہ حضرت خواجه حسن مودودی چشتی کو جو
حضرت قدوۂ اعاظم شاہ محمد کاظم قلندر کے بڑے
دوست تھے ایک بار دہلی دروازۂ لکھنو پر مجلس
سماع مین ایسی کیفیت ہوئی کہ دروازہ پر سے
پھاند پڑے وہان نیچے اون کا ایک مرید کھڑا تھا
اوسنے اپنی جان اون پر فدا کی اونکو اپنے ہاتھوں پر
روک لیا مگر ان کو کچھ خبر نہ ہوئی نیز فرماتے تھے کہ ایک
بار تکیۂ شریف پر حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کے
عرس مین حضرت خواجه حسن صاحب کو حال آیا
بکلو اباغ مین جو حضرت صاحب کی درگاہ کے متصل ہے

برحق شاہ تراب علی قلندر بر شاخ درختے تا دیر
آویختند مور چہا گزیدند ایشان را حس نہ شد و ہم
در مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی منقول است کہ روزے
مجلس سماع قائم بود مولانا را حالتے در گرفت خود را
در دجلہ انداختند و ہشت روز غرق ماندند صرف
دستے نمایان بود و ہنگامہ سماع بہمان طور برپا ماند
انتہیٰ در کتب قوم مذکور است کہ مراد از وجد وارد است
کہ از حق بر دل آید و باطن را از ہیبت خود بگرداند
باحداث وصفے غالب چون حزنے یا فرحے
جنید گفتہ الوجد انقطاع الاوصاف عند
سمۃ الذات بالسرور و ابو العباس عطا گفتہ
الوجد انقطاع الاوصاف عند سمۃ الذات
بالحزن و صاحب وجد کسے بود کہ ہنوز از
حجب صفات نفسانی بیرون نیامدہ باشد و
بوجود خود از وجود حق محجوب بود و گاہ گاہ فرجہ در
حجاب او پدید آید و از انجا پرتوے از نور وجود حق
بر تابد و او را دریابد و بعد ازان دیگر بارہ حجاب
منطبق شود و موجود مفقود گردد پس وجد متوسط بود

ایک آم کے درخت مین لپٹ گئے اور دیر تک
لپٹے رہے اور چیونٹے کاٹا کیے مگر اون کو کچھ حس نہ ہوا
نیز مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی مین ہے کہ ایک روز
مجلس سماع مین مولانا پر ایک ایسی حالت طاری
ہوئی کہ دجلہ مین پھاند پڑے اور آٹھ روز غرق رہے
صرف ایک ہاتھ نکلا رہا اور سماع بدستور ہوا کیا
انتہی کتب قوم مین مذکور ہے کہ وجد سے وہ وارد
مراد ہے جو حق سے دل پر آوے اور باطن کو اپنی ہیبت
سے بوجہ حدوث کسی وصف غالب مثل حزن و فرح کے
پھیر دے حضرت جنید فرماتے ہین کہ وجد وہ ہے کہ
واجد کے تمام اوصاف اوس وقت بوجہ سرور منقطع
ہو جائین اور ابو العباس عطا کہتے ہین کہ واجد کے
تمام اوصاف بوجہ حزن اوس وقت منقطع ہو جاین اور
واجد وہ ہے جو صفات نفسانی کے حجاب سے نکلا نہو اور
بوجہ اپنے وجود کے وجود حق سے محجوب ہو اور کبھی کبھی اوسکے
حجاب مین رخنہ ہو جاتا ہو اور وہان پر سے تو نور وجود حق اوسپر پڑتا
اور اوسے بیخود کرتا ہو اور پھر دوسری بار حجاب برابر ہو اور موجود گم
ہوجاے تو وجد وجد سابق و فقد لاحق مین واسطہ ہوتا ہے

میان وجدے سابق و فقدے لاحق و مراد از
وجود آنکہ وجود واجد در غلبۂ نور شہود موجود غائب
و ناچیز گردد چنانکہ جنید گفتہ وجودی ان
اغیب عن الوجود بما یبدو علی من الشہود
پس وجد صفت محدث بود و وجود صفت قدیم
و اشارہ بدین معنی است قول ذو النون الوجود
بالموجود قایم و الوجد بالواجد قایم و بیان
این سخن آن کہ صاحب وجد ہنوز از وجود خود
فانی نشدہ باشد پس واجد او بود و وجد بوے
قائم و صاحب وجود از وجود خود بکلی فانی شدہ باشد
و بوجود موجود یعنی حق تعالے قائم و باقی باشد
پس صاحب وجود نہ ذات واجد بود یعنی ذات
بندہ بل ذات موجود یعنی ذات حق و وجود بوے
قائم و بنابرین معنی واجد بحقیقت فاقد وجود خود بود
و فاقد واجد وجود چنانچہ شبلی گفتہ اذا ظننت انی
فقدت فحینئذ وجدت و اذا حسبت
انی وجدت فقد فقدت ہر کہ برویت
وجد خود از شہود وجد موجود محجوب شود دورے طرب
پدید آید و ہر کہ بشہود وجد موجود از رویت وجد خود

اور وجود سے یہ مراد ہے کہ وجود واجد موجود کے
غلبۂ نور شہود مین غائب ہو جائے چنانچہ
حضرت جنید فرماتے ہین کہ میرا وجود وجود سے غائب
ہونے پر اپنے شہود سے ہوتا ہے تو وجد حادث
کی اور وجود قدیم کی صفت ہوئی حضرت ذو النون
مصری کے اس ارشاد مین اسی طرف اشارہ ہے
کہ وجود موجود مین اور وجد واجد مین قائم ہے
یعنی صاحب وجد جب تک اپنے وجود سے فانی
نہ ہوگا واجد کہلائیگا اور وجد اوس مین قائم ہوگا
اور صاحب وجود اپنے وجود سے فانی اور موجود
برحق کے وجود سے باقی ہوگا تو صاحب وجود
ذات واجد نہوگی بلکہ ذات موجود اور وجود
اوس مین قائم ہوگا اور اسی لیے حقیقتاً واجد
وہ ہے جو اپنا وجود کھو دے چنانچہ حضرت
شبلی فرماتے ہین کہ جب مین اپنے کو گم سمجھتا ہون
تو موجود ہوتا ہون اور جب موجود سمجھتا ہون
تو مفقود ہوتا ہون جو شخص اپنے وجد کو دیکھنے
کے سبب سے موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے سے محجوب ہو جاتا ہے
اوسمین طرب ظاہر ہوتا ہے اور جو شخص کہ موجود حقیقی کی وجد کو دیکھنے

مفقود گردد محل طرب از وے ساقط شود چنانکہ
مضمون قول جنید دال برآن ست کہ قد کان
یطربنی وجدی فافقدنی عن رویۃ الوجد
من فی الوجد موجود والوجد یطرب
من فی الوجد لہ راحۃ والوجد عند حضور
الحق مفقود و وجد مقدمہ وجود است چہ
ہر وجدے در فتح قلعۂ وجود بشری مشابہ منجنیقے است
از عالم جذبۂ الٰہی منصوب تا چون قلعۂ وجود مسلم شود
وجد وجود گردد پس نہایت وجد بدایت وجود
بود یعنی وجود وجد سبب فقد وجود واجد است
و فقد وجود واجد شرط وجود موجود چنانچہ ابوالحسین
نوری گفتہ الوجد فقد الوجود بالموجود
وانچہ شبلی گفتہ الوجد اظہار الموجود و بالجملہ
اسقاط اضافت وجد بخود عین توحید است
و اضافت آن بحق محض جحود چنانچہ بازید
گفتہ کہ ذکر وجدی جحود توحیدی و
درین معنی شبلی راست الوجد عندی جحود
ما لم یکن عن شہود وشاہد الحق عندی
ینفی شہود الوجود و چنانکہ وجد مقدمہ وجود ست

کے سبب سے اپنے وجد کو نہین دیکھتا اوسمین طرب نہین
پایا جاتا چنانچہ حضرت جنید کا ارشاد ہے کہ کبھی میرا وجد
مجھکو خوش کرتا ہے تو مجھے رویت وجد سے کھو دیتا ہے
اور وجد اوس کو خوش کرتا ہے جسکو وجد مین راحت
ہوتی ہے اور حضور حق مین وجد مفقود ہے اور وجد
مقدمہ وجود ہے کیونکہ ہر وجد قلعۂ وجود بشری کے
فتح مین بمنزلہ منجنیق ہے جو عالم جذبہ الٰہی سے نصب
کیا جاتا ہے جسکے فتح ہو جانے پر وجد وجود ہو جاتا ہے
پس انتہائے وجد ابتدائے وجود ہوئی یعنی وجود وجد
وجود واجد کے گم ہونے کا سبب ہے اور فقد وجود واجد
شرط وجود موجود حضرت ابوالحسین نوری کے اس ارشاد
مین اسی طرف اشارہ ہے کہ موجود سے وجود کے گم ہو جانے
کو وجد کہتے ہین یا حضرت شبلی نے فرمایا کہ وجد اظہار موجود ہے
غرضکہ اپنی طرف وجد منسوب کرنا عین توحید ہے اور حق
کی طرف منسوب کرنا عین انکار چنانچہ حضرت بایزید نے
فرمایا کہ میرے وجد کا ذکر میری توحید کا انکار ہے اور ایسا
ہی حضرت شبلی فرماتے ہین کہ جب تک وجد شہود سے نہو
انکار ہے اور میرے نزدیک حق کا مشاہدہ شہود وجود کی
نفی کرتا ہے اور جیسے وجد وجود کا مقدمہ ہے

تواجد مقدمۂ وجد است و معنی تواجد استدعا
و استجلاب وجد است بطریق تذکر یا تفکر یا تشبہ
باہل وجد در حرکات و سکنات بدلالت صدق
و ہر چند تواجد صورۃً تکلف است و تکلف مخالف
صدق ولیکن چون نیت متواجد در صورت تواجد
توجہ کلی بود واز برائے قبول امداد فیض رحمانی
و تعریض حقیقی از جہت استنشاق نفحات ربانی
منافی صدق نبود و شریعت درین باب اجازت
داده است بل امر کرده کہ ابکوا فان لم تبکوا
فتباکوا و تواجد صفت اہل بدایت بود و وجد
حال اہل سلوک و وجود حال اہل وصول
واللہ اعلم اے برادر ارباب وجد را حال این ست
اما وجدیکہ درین زمانہ فقرائے جہال قرار داده اند
و مرتکب آن می شوند ہرگز حال نیست اہل دل را
موجب ملال توان گفت پس واجدین را اگر
لاعبین گویند سزاوار و مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ
را گویند و مکاشفات انوار سبحانیہ ادنائے آن
کشف انوار کائنات است و استغراق بنور مشاہدۂ
وحدت صاحب این صفت بر مخفیات

ویسے تواجد وجد کا مقدمہ ہے تواجد کے معنے یہ ہین
کہ بطور ذکر و فکر یا مشابہت باہل وجد بحرکات و
سکنات سچائی سے وجد طلب کیا جائے اگرچہ بظاہر
تواجد تکلف ہے جو مخالف صدق ہے مگر چونکہ
اس صورت مین اوس کی نیت امداد فیض رحمانی
اور نفحات ربانی قبول کرنے کی ہوتی ہے لہذا سچائی
کے خلاف نہین اور شریعت نے بھی اس کی اجازت
بلکہ حکم دیا ہے کہ رودو اور اگر نہ رودو تو رولاؤ۔ تواجد
مبتدی کی صفت ہے اور وجد اور وجود اہل
سلوک و اہل وصول کا حال ہے واللہ اعلم
لیکن جو وجد آج کل کے جاہل فقیرون کو
ہوتا ہے یہ ہرگز حال نہین ہے بلکہ اہل دل
کا سبب ملال ہے اس زمانے کے اہل وجد
کو اگر لاعبین کہین تو زیادہ بہتر ہے۔ اور
مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ و مکاشفات
اسرار سبحانیہ کو کہتے ہین جس کا ادنے
درجہ کشف انوار کائنات و
استغراق بنور مشاہدۂ وحدت ہے ایسا
ہی شخص مخفی امور کا عالم ہوتا ہے

خبردار می گردد و با قوال انا الحق و سبحانی ما
اعظم شانی گویا می شود و عبادت می کند
معبود را بحقیقت و مشاهده بنور احسان کما قال
علی کرم الله وجهه لا اعبد ربا حتی لم اره

اور انا الحق و سبحانی ما اعظم شانی کہنے
لگتا ہے اور معبود برحق کی عبادت حقیقی اور نور احسان کا
مشاہدہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ
مین نے خدا کی عبادت نہین کی جب تک اوسکو دیکھ نہین لیا

قوله فتهيأت لقبول الامداد القدسية واستعدت لورود الانوار العلوية

اقول ہرگاہ کہ قلوب صوفیہ بمواہب انس و نور
قدس مجلو شدند برای قبول امداد قدسیہ و ورود
انوار علویہ مستعد شدند لازم شد اوشان را درین
حال کشف و مشاہدہ و وقت شان وقت لی
مع الله و حال و مقام آنہا فاینما تولوا فثم
وجه الله گردید گویا حق در جمال ایشان تجلی کرد
پردہ از جمال و جلال خود برداشت

جب قلوب صوفیہ مواہب انس سے بھر گئے اور
نور قدس سے روشن ہو گئے تو امداد قدسی انوار علوی
قبول کرنے کو مستعد ہو گئے اور اس وقت کشف و
مشاہدہ اون کو حال ہو گیا اور اون کا وقت
لی مع الله اور حال و مقام فاینما تولوا
فثم وجه الله ہو گیا گویا حق نے اونمین تجلی کی
اور اپنے جمال و جلال سے پردہ اوٹھا دیا۔

قوله واتخذت من انفاس العطرة بالاذكار جلاسا واقامت على الظاهر والباطن من التقوى حراسا واشتعلت فى ظلم البشرية من اليقين نبراسا

اقول عطر بالکسر بوی خوش و عطار خوشبو فروش
جلاس جمع جلیس تقوی بمعنی پرہیزگاری کردن
و در شرع عبارت است از ارتکاب اوامر و اجتناب
نواہی حراس جمع حارس بمعنی نگہبان نبراس
و نبراس بمعنی چراغ یعنی گرفتند قلوب صوفیہ از انفاس

عطر بکسر خوشبو عطار خوشبو فروش جلاس
جمع جلیس تقوی پرہیزگاری اور شرعاً اوامر کا ارتکاب
اور نواہی سے اجتناب کرنا حراس جمع حارس نگہبان
نبراس نبرس چراغ یعنی قلوب صوفیہ نے بوجہ انفاس

لہ پاک ہون مین کیا بڑی میری شان ہے ۱۲
سہ جدہر تم موتھ پھیر دادھر ہی اللہ کا موتھ ہے ۱۲

معطرہ و معتبرہ بدولت پاس انفاس و دیگر اذکار
شرف انا جلیس من ذکرنی و در حدیث
انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن
مراد ازین دوام ذکر است و آراستند ظاہر و باطن
را از تقوی و متقی گردیدند و خلعت ان اکرمکم
عند الله اتقاکم پوشیدند ظاہر ایشان از
شریعت آراستہ و باطن بطریقت پیراستہ
شریعت پوست و مغز آمد حقیقت و میان این و
آن باشد طریقت یعنی شریعت کہ احکام ظاہر
است نسبت با طریقت کہ روش خاص ارباب
حال و مکاشفات است بمثابہ پوست است و
طریقت لب لباب در کتاب اسرار المعانی است
کہ شریعت حکم نبویست اقوال وے و طریقت
افعال وے و حقیقت احوال وے در کتاب
مناقب شیخ سعد بن ابو الخیر است کہ علم زبان علم
شریعت است و علم دل علم طریقت و کمال درجہ
مرد کامل بتحصیل ہر دو حاصل موقوف است و نیز
مشایخ فرمودہ اند کہ ہر حقیقت را کہ شرع رد کند

معطرہ و معتبرہ کے پاس انفاس و دیگر اذکار کی بدولت
انا جلیس من ذکرنی کا شرف پایا اور
حدیث انی لاجد الخ سے دوام ذکر ہی مراد
ہے اور ظاہر و باطن تقوے سے آراستہ کر کے
متقی ہوے اور ان اکرمکم الخ کا خلعت پہنا
ان کا ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت
سے پیراستہ ہے شریعت پوست اور حقیقت
مغز ہے اور ان دونون کے درمیان طریقت
ہے شریعت یعنی احکام ظاہری بہ نسبت طریقت
جو خاص ارباب حال و مکاشفات کی روش
ہے پوست کی طرح ہے اور حقیقت لب لباب
کتاب اسرار المعانی مین ہے کہ شریعت حکم
و اقوال اور طریقت و حقیقت افعال و احوال
نبوی کو کہتے ہین کتاب مناقب شیخ سعد ابن
ابو الخیر مین ہے کہ علم زبان علم شریعت اور علم دل
علم طریقت ہے اور کامل کا کمال ان دونون
کے حصول پر موقوف ہے۔ نیز مشایخ
فرماتے ہین کہ جس حقیقت کو شرع رد کرے

لہ مین ہمنشین ہو سکا ہون جو مجھے یاد کرتا ہے ۱۲ سہ بے شک مین نفس رحمن یمن کی طرف سے پاتا ہون ۱۲
سہ تم مین سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہو ۱۲

پس او بے دینی است و بعضے گفتہ اند ہر کہ معاملہ
باحق بحقیقت و باخلق بشریعت کند صدیق است
و ہر کہ معاملہ باحق بشریعت و باخلق بطریقت کند
یعنی بباطن مطابق شرع باشد و بظاہر مطابق
شریعت نبود پس از دین حق برگشتہ است و ہر کہ
معاملہ باحق و بہ خلق بشریعت کند یعنی ظاہر و
باطن ہر دو مطابق شریعت۔ او صوفی است
قدوۂ قلندران نام آور حضرت شاہ مجا قلندر در
ملتوبے بشاہ عبد الرسول کچھندوی نوشتہ اند
اے برادر عارف کسے ست کہ سر مو شریعت از
وے فوت نشود و ہرگز در وجود نیاید چیزیکہ خلاف
مرضی خدا و رسول اوست دوستان خدا ہر چند
در عالم سکر باشند لیکن از ایشان چیزے صادر نشود
کہ خلاف شریعت باشد حضرت شیخ محی الدین ابن
عربی را مدتے در سکر گذشت و از ایشان حرکتے
خلاف شرع نہ شد و بدستور نماز و روزہ وغیرہ
می کردند و از ان خبر نمی داشتند و صدیق آن ست
کہ سر مو از متابعت نبوی مخالفت نہ ورزد
ہر کہ متابع تر مرتبۂ او عالی تر و ہر چند کسے عابد و

وہ بے دینی ہے اور بعض کے نزدیک جو شخص حق
سے بحقیقت اور خلق سے بشریعت معاملہ کرے وہ
صدیق ہے اور جو خدا سے بشریعت اور خلق سے
بطریقت معاملہ کرے یعنی باطنًا تو شرع کے مطابق ہو
اور ظاہرًا نہو وہ گمراہ ہے اور جو شخص حق و خلق
دونوں سے بشریعت معاملہ کرے یعنی ظاہر و باطن
دونوں شریعت کے مطابق ہوں وہ صوفی ہے
سرگروہ قلندران نام آور حضرت شاہ مجا قلندر نے
ایک مکتوب میں حضرت شاہ عبد الرسول کچھندوی
کو لکھا ہے کہ عارف وہ ہے جو سر مو شریعت سے
تجاوز نہ کرے اور نہ اوس سے کوئی امر خدا و رسول
کی مرضی کے خلاف ہو دوستانِ الٰہی اگرچہ عالم سکر
میں رہتے ہیں لیکن اون سے خلاف شریعت
کوئی بات نہیں ہوتی حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی ایک مدت تک سکر میں رہے مگر اونسے
خلاف شریعت کوئی بات نہوئی بدستور نماز و روزہ
وغیرہ کرتے رہے اور بے خبر رہے اور صدیق وہ ہے
جو سر مو متابعت نبوی سے مخالفت نکرے جو زیادہ پیرو
ہوگا اوس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا اور اگر کوئی زاہد و عابد

زاہد و متقی باشد تا کہ با خود است از خدا دور است
و از لذت عبادت مہجور و محروم و ہر کسیکہ دعوے
معرفت کند و از معانی مذکورہ خالی باشد
محض مدعی و کذاب است انتہٰی۔ بخلاف فقرائے
این زمانہ کہ ہوا را شریعت نام کردہ اند و طلب جاہ و
ریاست و تکبر را علم و مجادلہ را مناظرہ و محاربہ و
سفاہت را عظمت و نفاق را زہد و تمنی را ارادت
و ہذیان طبع را معرفت و حرکات دل و حدیث
نفس را محبت و الحاد را فقر و زندقہ را فنا و ترک
شریعت را طریقت۔ و محی الدین ابن حسن رضوی
در ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی می نویسند کہ
گروہے از ملاحدہ گویند کہ خدمت چندان باید کرد
کہ بندہ ولی گردد چون ولی حق شود احکام بندگی
از و ساقط گردند و این جہالت و ضلالت است
نہ بینی کہ آنحضرت کہ موصوف بجملہ کمالات بود از
وے احکام بندگی ساقط نشد بلکہ فرمان وَاعْبُدْ
رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ رسید از دیگرے
کجا ساقط می شود ہر چند قرب زیادہ تر بندگی زیادہ تر
لیکن چون در مقام ولایت رسد و در تجلی حضور

متقی ہے مگر خودی میں گرفتار ہے وہ خدا سے دور
اور لذت عبادت سے محروم ہے اور جو کوئی دعوائے
معرفت کرے اور اوس میں یہ باتیں نہ پائی جائیں
وہ جھوٹا و مدعی ہے انتہٰی بخلاف اس زمانہ کے فقیروں
کے جنھوں نے خواہشات کا نام شریعت اور طلب جاہ
و ریاست و تکبر کا علم اور مجادلہ کا مناظرہ و محاربہ اور
سفاہت کا عظمت اور نفاق کا زہد اور تمنی کا ارادت
و ہذیان طبع کا معرفت اور حرکات دل و حدیث نفس
کا محبت اور الحاد کا فقر اور زندقہ کا فنا اور ترک
شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے محی الدین ابن حسن
رضوی ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی میں لکھتے ہیں کہ
ملحدوں کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اتنی خدمت کرنا
چاہیے کہ بندہ ولی ہو جائے جب ولی ہو جائیگا تو بندگی
کے احکام اوس سے ساقط ہو جائینگے یہ خیال سراسر
جہالت و گمراہی کا ہے جب آنحضرت صلعم ہی سے جو جامع
کمالات تھے احکام بندگی ساقط نہوے بلکہ حکم ہوا کہ اپنے
رب کی عبادت کرو جبتک یقین (یعنی موت) نہ آئے
تو پھر دوسرے سے کیسے ساقط ہو سکتے ہیں جتنا قرب زیادہ ہوگا
اوتنی بندگی زیادہ ہوگی مگر مقام ولایت اور تجلی حضوری پر

باشد کلفت تکلیف از و ساقط شود نہ آنکہ نفس تکلیف از وبرود و در عبادت مشقت نباشد بلکہ راحت بود بے عبادت ماندن تواند و نیست مقام مر بندہ را کہ ساقط شود از و آداب شریعت کہ در آداب حرمت و تعظیم قرب بار آرد در مشاہدہ و نیز ہمچنین ہر کہ با ملوک با ادب است اقرب است و ہر کہ بے ادب است دور تر بینی کہ آدم علیہ السلام اگرچہ زلت داشت بہ بجا آوردن ادب کہ ربنا ظلمنا انفسنا مقبول گشت و ابلیس لعین اگرچہ طاعت داشت بہ ترک ادب انا خیر منہ مردود گشت انتہٰی و معنی دیگر این کہ صوفیہ بہ نور یقین در ظلمت بشریت چراغ عرفان ار وشن کردند و باہمہ و بے ہمہ کہ مقام خاص رسول اللّٰہی ماندند ھکذا وقع فی خاطری

پہونچنے سے کلفت تکلیف جاتی رہتی ہے نہ نفس تکلیف اور عبادت مین بجاے مشقت آرام ہوتی ہے بلا عبادت کے وہ رہ نہین سکتا کوئی مقام ہی ایسا نہین جس مین اوس سے آداب شریعت ساقط ہو جائین اسی طرح جو شخص بادشاہون کے حضور مین باادب ہے وہی زیادہ مقرب ہے اور جو بے ادب ہے وہ زیادہ دور حضرت آدم علیہ السلام سے اگرچہ لغزش ہوئی مگر بوجہ اختیار ادب ربنا ظلمنا انفسنا مقبول ہوے اور شیطان باوجود طاعت بوجہ بے ادبی انا خیر منہ مردود ہوا انتہٰی اور دوسرے معنے یہ ہین کہ صوفیہ نے بہ نور یقین ظلمت بشریت مین چراغ عرفان روشن کیا اور باہمہ و بے ہمہ رہے جو خاص مقام رسول اللّٰہی ہے ایسا ہی میرے دل مین گذرا۔

قوله واستحقرت فوائد الدنيا ولذاتها وانكرت مصائد الهوى وتبعاتها

اقول یعنی حقیر دانستند قلوب صوفیہ لذات و فوائد دنیاوی را ناخوش پنداشتند شکارگاہ ہوا جس وغیرہ را مصاید جمع صید خلاف قیاس چنانکہ محاسن جمع حسن است کذا فی غیاث اللغات

یعنی قلوب صوفیہ نے لذات و فوائد دنیاوی کو حقیر جانا اور شکارگاہ ہوا جس وغیرہ کو ناپسند کیا۔ مصائد جمع صید خلاف قیاس جس طرح محاسن جمع حسن ہے ۱۲ غیاث اللغات

لہ اے پروردگار ہم نے اپنی ذاتون پر ظلم کیا ۱۲

فہم زاہدون فی الدنیا وراغبون فی الآخرۃ والفارون من الھوی الی الھدی والمعرضون عما سوی اللہ والمخلصون باللہ و ہمین طریقہ مشائخ کبار است کہ بکمال متابعت نبوی بمرتبہ کمال واصل گشتہ اند

تو وہی لوگ دنیا مین زاہد اور آخرت مین راغب اور ہوے سے ہدایت کی طرف بھاگے اور ماسوے اللہ سے معرض اور اللہ سے مخلص ہین اور یہی اون بزرگون کا طریقہ ہے جو بہ کمال متابعت نبوی مرتبہ کمال پر پہونچے۔

قوله وامتطيت غوارب الرغبوت والرهبوت وافترشت بعلو همتها بساط الملكوت

اقول الامتطاء بارگیر ساختن و صوفیہ بارگیر خود ساختند بلندی خوف و رجا و را اے لطافت انوار خوف و رجا مراکب ایشانند و گسترانیدند بعلو ہمت بساط ملکوت را یعنی سیر شان بر بساط ملکوت ست در شرح عوارف ست کہ والملکوت بحر صفواتی و فضاء نورانی بعرش المجید والجنۃ خزینتھا والملائکۃ حملتھا والحلقوا فیہ منہ سکانھم ومعاشھم وھو فراش العارف الربانی والمقرب السبحانی

امتطاء بارگیر بنانا اور صوفیہ نے اپنا بارگیر خوف ورجا کی بلندی کو بنایا یعنی لطافت انوار خوف ورجا اون کی سواریان ہین اور اپنی عالی ہمتی سے اونھون نے بساط ملکوت بچھائی۔ یعنی اون کی سیر بساط ملکوت پر ہے شرح عوارف مین ہے کہ ملکوت عرش مجید مین بحر صفواتی و فضا نورانی ہے جسکا خزانہ جنت ہے اور ملائکہ حامل ہین جس مین اونھون نے حلقہ کیا اور وہی اونکا مکان اور وہی اونکی معاش ہے اور وہ عارف ربانی و مقرب سبحانی کا فرش ہے

قوله وامتدت الى المعالي اعناقها وطمحت الى اللامع العلوي احداقها

اقول یعنی دراز شدند سوے بلندیہاے احدیت و معارج صمدیت گردنہاے شان و بر داشتند

یعنی رفعت احدیت و معارج صمدیت کی طرف اون کی گردنین بڑھین اور لوامع بلند

بجانب لوامع بلند چشمها و مراد از لامع علوی نور تجلی است از تجلیات ذات وصفات و افعال و روح را نیز تجلی ہست وحیات عالم از تجلی روح بوده است و احداق بصر تابع احداق بصیرت است و اعتبار بصیرت راست نه که بصر را چه بصیرت آنکه انچه ببیند ببیند و غمض بصر مانع آن نبود و از ینجاست که اورا یقین و مشاهده خوانند نه رویت و اما انچه که گفته اند که در آخرت اعتبار بصرست نه بصیرت آن ہم راست است بصر آنجا بمعنی بصیرت است زیرا که بصیرت غیر بصر است پس حکم بالرویت و ارتفاع حجاب بالکلیه وعیان محض غیر بصیرت را نخواهد بود فاعرفه فَاِنَّهٗ حَسَنٌ بَدِيْعٌ

کی جانب اون کی نگاہین اوٹھین اور لامع علوی سے تجلیات ذات وصفات و افعال کا نور تجلی مراد ہے اور روح کے لیے بھی تجلی ہے حیات عالم تجلی روح ہی سے ہے اور حدقۂ بصر تابع حدقۂ بصیرت ہین اور اعتبار بصیرت کا ہے نہ بصر کا کیونکہ بصیرت وہ ہے جس کی دید مین آنکھ بند ہونا مانع نہو اور اسی لیے اوس کو یقین و مشاہدہ کہتے ہین نہ رویت اور یہ جو کہا ہے کہ آخرت مین بصر کا اعتبار ہوگا نہ بصیرت کا یہ بھی ٹھیک ہے وہان بصر بمعنی بصیرت ہے کیونکہ بصیرت غیر بصر ہے تو حکم رویت در رفع حجاب وعیان محض بصیرت ہی کو ہوگا۔ اسے سمجھو کہ یہ بہت نادر ہے۔

قوله وَاتَّخَذَتْ مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى مُسَامِرًا وَمُحَاوِرًا وَمِنَ النُّوْرِ الْاَغَرِّ الْاَقْصٰى مُزَاوِرًا وَمُجَاوِرًا

اقول حاصل این که مونس و محب خواهند بود برای اوشان از فضل ایزدی ملأ اعلیٰ که فرشتگان مقرب اند و خواهند گشت بنور حق متواصل و متلاحق و بدوام مشاهده با حق و مؤانست

یعنی محض خدا کے فضل سے فرشتگان مقرب اون کے مونس و محب ہون گے اور وہ نور حق مین واصل و لاحق ہون گے اور بدوام مشاہدۂ حق و موانست ۔

و مکالمه در تسبیح و تہلیل چون ملائکه خواهند بود ملأ اعلیٰ بفتح میم و لام و در آخر الف بصورت یا گروه فرشتگان مقرب در عالم علوی چه ملأ بفتحتین بر وزن فعل بمعنی گروه مردم اشرف و اعلیٰ بمعنی صیغهٔ اسم تفضیل مسامر بمعنی قصه گو محاور سخن گو مزاور زیارت کننده مجاور نزدیک

و مکالمت و تسبیح و تہلیل ملائکہ کی طرح ہون گے ملأ اعلیٰ بفتح میم و لام اور آخر مین الف بصورت (ی) عالم علوی کے فرشتگان مقرب کیونکہ ملأ بفتحتین بروزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف و اعلیٰ بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر قصہ گو محاور سخن گو مزاور زیارت کرنے والا مجاور نزدیک۔

قوله اَجْسَادٌ اَرْضِيَّةٌ بِقُلُوْبٍ سَمَاوِيَّةٍ وَاَشْبَاحٌ فَرْشِيَّةٌ بِاَرْوَاحٍ عَرْشِيَّةٍ

اقول اولا بدانکه خواست شیخ که بعد توحید و نعت اصفیا بیان کند نعت و وصف اوشان را در ظاهر و باطن و بیان طریقه و صحت عقول در احوال صحت اقوال و کمال و جمال در اتباع طریقهٔ ایشان که العلماء ورثة الانبیاء پس فرمود که اوشان بجسد بنا بر ترکیب آن از عناصر پست اند و بقلوب که محل نزول اسرار خداوند است سماوی اند یعنی بلند و ظاهر اجسام شان گرچه خاکی است مثل اجسام غیر و لے در باطن اجسام اوشان نه همه برابر اند اشباح جمع شبح بفتحتین و در آخر حاء مهمله بمعنی شخص و جسم و کالبد کذا فی القاموس و صاحب منتخب و مدار نیز بفتح نوشته۔

پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ جب حضرت شیخ نے توحید و نعت اصفیا کے بعد اون کے اوصاف ظاہری و باطنی اور اون کا صحت طریقہ اور حالات و اقوال و کمال و جمال متابعت نبوی ذکر کہ علما انبیاء کے وارث ہین بیان کرنا چاہا ہے تو فرمایا کہ وہ بوجہ ترکیب عنصری جسما ارضی یعنی پست اور قلبا (جو محل نزول اسرار خداوندی ہے) سماوی یعنی بلند ہین اور جسما اگرچہ اوروں کی طرح خاکی ہین۔ مگر باطن اون کے جسم اون کے برابر ہین۔ اشباح جمع شبح بفتحتین و بآخر حاے مہملہ بمعنی شخص و جسم و کالبد ۱۲ قاموس اور صاحب منتخب و مدار نے بھی زبر سے لکھا ہے۔

قوله نُفُوسُهُمْ فِي مَنَازِلِ الْخِدْمَةِ سَيَّارَةٌ وَأَرْوَاحُهُمْ فِي فَضَاءِ الْقُرْبِ طَيَّارَةٌ

اقول یعنی نفسہاے شان بعقل صحیح و طریق مستقیم در متابعت نبوی سیر کنندہ اند و ارواح شان در میدان شوق و قرب پرندہ

یعنی اون کے نفوس عقل صحیح و طریق مستقیم سے بوجہ متابعت نبوی سیر کرتے اور روحین میدان شوق و قرب مین اوڑتی ہین۔

قوله مَذَاهِبُهُمْ فِي الْعُبُودِيَّةِ مَشْهُورَةٌ وَأَعْلَامُهُمْ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ مَنْشُورَةٌ

اقول یعنی طریق شان متابعت و ہدایت بر مذہب اہل سنت و جماعت نہ بدعت و ضلالت حضرت خواجہ خورد می فرمایند اے درویش فرقہا باہم در جنگ و جدال اند الا اہل توحید کہ ایشان را با کسے جدال نیست انتہی و اعزاز و اکرام و علو درجہ شان در اقطار ارض منتشر ست

یعنی اون کا طریقہ بر مذہب اہل سنت و جماعت متابعت و ہدایت ہے نہ بدعت و ضلالت حضرت خواجہ خورد فرماتے ہین کہ اے درویش تمام فرقے آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین سوا موحدین کے جو کسی سے نہین جھگڑتے اور اون کا اعزاز و احترام اطراف عالم مین منتشر ہے۔

قوله يَقُولُ الْجَاهِلُ بِهِمْ فُقِدُوا وَمَا فُقِدُوا وَلٰكِنْ سَمَتْ أَحْوَالُهُمْ فَلَمْ يُدْرَكُوا وَعَلَا مَقَامُهُمْ فَلَمْ يُمْلَكُوا

اقول یعنی می گوید آن کہ جاہل است از حال این صفا کیشان کہ ایشان گم شدند یعنی اکنون اولیا کجا اند پس افسوس بر جاہل کہ می گوید ایشان نیند لا بلکہ موجود اند و قایم بالحق کہ از برکت شان قیام عالم است و جہل خلق از ایشان بباعث بلندی احوال ایشان است در قرب کہ خلق خود

یعنی جو شخص ان بزرگون کے حال سے جاہل ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اب نہین رہے ایسا کہنے والے پر افسوس ہے بلکہ وہ موجود اور قائم بحق ہین اونھین کی برکت سے عالم قائم ہے اور خلق اون کو بوجہ علو مرتبت کے نہین جانتی وہ خود ہی اون سے بسبب اونکے بلند مرتبہ ہونیکے

بعید گشتہ است از او شان بہ بلندی مرتبہ و مختار نگردانیدہ اند کسے را بعلم با خویش و اکنون ہمین زمانہ است کہ بشامت اعمال جہال و علماء سوء این مقربان از چشم ادراک پنہان شدہ چنانکہ امام غزالی در احیاء از بعضے عرفا نقل می کند کہ سبب پنہان شدن ابدال از چشم مردم آنکہ ایشان طاقت دیدن علماء وقت ندارند چرا کہ این علما در نفس الامر جاہلان و نزد جاہلان عالمانند۔

دور ہو گئی ہے اور نہ اونھون نے کسی کو اپنی شناخت عطا کی اور اب وہ زمانہ ہے کہ جاہلون اور علماء سوء کی شامت اعمال سے یہ حضرات چھپ گئے چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم مین بعض عارفین سے نقل کرتے ہین کہ ابدال اس لیے مخفی ہو گئے کہ وہ علماء وقت کے دیکھنے کی تاب نہین رکھتے کیونکہ حقیقتاً یہ علماء جاہل ہین اگرچہ جاہلون کے نزدیک عالم ہین

قوله كَائِنِينَ بِالْجُثْمَانِ بَائِنِينَ بِقُلُوبِهِمْ عَنْ أَوْطَانِ الْحِدْثَانِ

اقول در نسخہ صحیحہ عوارف جثمان با ثاء است و در بعضے بسین ہم آمدہ اول بالضم بمعنی بدن و تن کذا فی الصراح و ثانی بروزن فعلان جمع جسم است و ہر دو صحیح اند یعنی اصفیا بہ برکت متابعت نبوی ثابت اند با خلق در اجساد و ابدان چنانکہ در قرآن بشان مصطفوی آمدہ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ و جدا شدہ اند بقلوب خود از وطن ہاے خلق در حد حدوث کما جاء فی الحدیث انی لست کاحدکم و قال الله مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

نسخہ صحیحہ عوارف مین جثمان ث سے ہے اور بعض مین سین سے اول بالضم بدن و تن ۱۲ صراح اور دوم بروزن فعلان جسم کی جمع ہے اور دونون صحیح ہین یعنی اصفیا برکت متابعت نبوی اجساد و ابدان مین تو لوگون کے برابر ہین قرآن شریف مین آنحضرت صلعم کی شان مین ہے کہ کہو مین تمھاری طرح آدمی ہون مجھ پر وحی کی گئی مگر قلباً خلق سے علحدہ ہین حدیث مین ہے کہ مین تمھاری طرح نہین ہون۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ محمد تم مین سے کسی کے باپ نہین ہین بلکہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ودائم اند
درمشاہدہ پروردگار بقلوب در بیداری چون دیدن
نائم اشیا را اما فرق این قدر است کہ نایم از عدم
صحت حال در مجرد خیال می ماند وعارف در بیداری
از صحت حال در مشاہدہ وکمال می باشد لیکن
نایم اگر دید خدا را در نوم ہمچو بیداری پس این خواب
ہم کمال است اما حیوۃ ابدی نخواہد یافت زیراکہ
او در دنیاست نہ در آخرت

خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہین اور قلبی
بیداری سے ہمیشہ مشاہدہ مین ہین جیسے نائم
اشیاء دیکھتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ نائم صحیح الحال
ہونے سے صرف خیال مین اور عارف بحالت
بیداری صحیح الحال ہونے سے مشاہدۂ کمال مین
رہتا ہے لیکن اگر نایم نے خواب مین بیداری کیطرح
خدا کی زیارت کی تو یہ خواب بھی کمال ہی مگر حیات ابدی
نہین پائیگا کیونکہ وہ دنیا مین ہے نہ آخرت مین

قوله لِاَرْوَاحِهِمْ حَوْلَ الْعَرْشِ تَطْوَافٌ

اقول در بعض نسخ طواف آمدہ اما در نسخۂ صحیحہ بصیغۂ
مبالغہ یافتہ شد وطواف بمعنی بسیار طواف کنندہ
مصدر است بمعنی اسم فاعل وہر دو درست اند یعنی
ارواح کاملان با ملائکہ گرد عرش طواف می کنند
وکلام حق تعالے وخطاب اوی شنوند وبر اسرار
او مطلع می شوند۔

بعض نسخون مین طواف آیا ہے مگر صحیح نسخہ مین
بصیغۂ مبالغہ پایا گیا طواف کے معنے بہت طواف
کرنے والے کے مصدر بمعنی اسم فاعل ہی اور دونون
ٹھیک ہین یعنی کاملین کی روحین فرشتون کے
ساتھ عرش کے گرد طواف کرتی اور کلام حق سنتی
اور اوس کے اسرار پر مطلع ہوتی ہین۔

قوله وَلِقُلُوْبِهِمْ مِنْ خَزَائِنِ الْبِرِّ اِسْعَافٌ

اقول الاسعاف بالکسر حاجت روا کردن کذا
فی الصراح یعنی برائے قلوب اوشان از خزانہائے
نیکی حاجت روائی است واسعاف این جا تر

اسعاف بالکسر حاجت روا کرنا ۱۲ صراح یعنی
اون کی دلی حاجتین نیکی کے خزانون سے
پوری ہوتی ہین۔ اور اسعاف بیان بمعنی

بمعنی حصہ می تواند بود وہمین مراد است در ترجمہ
بلکہ قلوب اینہا مخازن اسرار الٰہیہ وموارد انوار اویند

حصہ بھی ہو سکتا ہے اور ترجمہ مین یہی مقصود
ہے بلکہ اونکے قلوب مخزن اسرار ومورد انوار الٰہی ہین

قوله يَتَنَعَّمُوْنَ بِالْخِدْمَةِ فِي الدَّيَاجِرِ وَيَتَلَذَّذُوْنَ مِنْ وَهَجِ الطَّلَبِ بِظَمَاِ الْهَوَاجِرِ

اقول دیاجر جمع دیجور بمعنی شب تاریک ومراد از و
خلوت اوشان است با حق ووہج بمعنی شدت وظما تشنگی وتشنہ
شدن وبالکسر تشنگان کذا فی المنتخب معنی عبارت
این کہ سیرت ایشان است کہ چون بظاہر مستقیم اند
وبباطن مستدیم نعمت می گیرند در خدمت پروردگار
ولذت می گیرند از شدت تشنگی طلب روز گرم
وقاعدہ است کہ در شدت حرارت غلبۂ تشنگی
می شود ودر فرق گرم وسرد خیلے دشواری افتد
پس در شدت طلب چنان بحرارت شوق تشنہ
اند کہ ہرچہ از گرم وسرد پیش می آید فرو می برند

دیاجر جمع دیجور اندھیری رات اور ہواجر جمع ہاجرہ
گرمی کی دوپہر جس سے اونکی خلوت مع الٰہی مراد ہے
وہج بمعنی شدت اور ظما پیاس وپیاسا ہونا اور بالکسر
پیاسے ۱۲ منتخب مطلب یہ ہوا کہ اونکی عادت ہے
بوجہ ظاہری استقامت وباطنی قرار کے حضرت
حق سے نعمت پاتے اور شدت حرارت طلب سے
لذت لیتے ہین۔ قاعدہ ہے کہ شدت حرارت
مین پیاس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ گرم وسرد کا فرق
دشوار ہو جاتا ہے تو شدت طلب مین حرارت شوق سے
ایسے پیاسے ہین کہ گرم وسرد جو کچھ پیش آتا ہی اوسی پی جاتے ہین

قوله تَسَلَّوْا بِالصَّلٰوةِ عَنِ الشَّهَوَاتِ

اقول تَسَلَّوْا صیغۂ جمع است از باب تفعیل سَلّٰی
تسلی تسلیۃً بمعنی دل دہی والسلو خورسند شدن
وقرار گرفتن در منتخب است کہ سلو بفتح وبضمتین وتشدید
واو خورسند شدن وزائل شدن اندوہ وفراموش
کردن یعنی قراری گیرند در نماز از شہوات کہ

تسلّوا جمع کا صیغہ ہے باب تفعیل سے سلی تسلی
تسلیۃ بمعنی دلجہی اور سلو خوش ہونا اور قرار لینا
منتخب مین ہے کہ سلو بفتح وبضمتین وتشدید واو
خوش ہونا غم زائل ہونا۔ بھول جانا
یعنی نماز مین شہوات ہوا وہوس نفسانی

هوا و هوس نفسانی اند چنانچه در حدیث آمده
حبب الیّ من دنیاکم ثلاث الطیب
والنساء وقرة عینی فی الصلوٰة زیرا که صلوٰة
پیوند است میان رب و مربوب و معراج مومن از آنکه
در صلوٰة تنویریست که در غیرش نیست پس می یابند
آنچه که می یابند ببرکت نماز و خشوع و خضوع در آن
و تخصیص صلوٰة از جمله فرایض اشارت به فضیلت
اوست بر سائر عبادات که مصلی را بر عبادت جمله
فرشتگان جامعیت مے بخشد

بھول جاتے ہین۔ حدیث مین ہے کہ دنیا کی
چیزون مین مجھے تین چیزین پسند ہین خوشبو اور
عورت اور نماز مین آنکھ کی ٹھنڈک اس لیے کہ نماز
حق اور بندہ مین علاقہ اور بندہ کی معراج ہے
کیونکہ اس مین ایک ایسی نورانیت ہے جو کسی اور
مین نہین تو اوسے جو کچھ ملتا ہے وہ خشوع و خضوع و
نماز کی برکت سے اور نماز کی تخصیص جملہ فرایض سے
بوجہ باقی عبادات پر اوسکی فضیلت کے ہے کیونکہ
نمازی نماز مین کل فرشتون کی عبادت کا جامع ہوتا ہے

قوله وتعوّضوا بحلاوة التلاوة عن اللذّات

اقول تعوض عوض دادن شے را یعنی عوض
می گیرند از جمله لذات دینی و دنیوی هم درین دنیا
به چاشنی قرارت قرآن زیرا که از و بنده را صفت
کلیمی حاصل می شود و به رفعت نگاه خود برین
طور معنی الٰهی رسیده موسی وقت می شود پس
حلاوتے و لذتے بیشتر ازین چه خواهد بود فطوبیٰ
لمن له نعیم القرآن فان اهل القرآن
اهل الله خاصته ولیکن هرکه گوید که لذات ذکر
و مناجات و حلاوت تلاوت حجاب است پس

تعوض کسی چیز کا بدلہ دینا یعنی تمام لذات دینی و
دنیوی کا وہ اسی دنیا مین قرآن پڑھنے کی چاشنی
سے عوض لے لیتے ہین کیونکہ اس سے بندہ کو
صفت کلیمی حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی بلند نگاہی
سے اس طور معنی الٰہی پر پہونچکر موسیٰ وقت
ہوتا ہے تو اس سے بڑھکر لذت و حلاوت اور
کیا ہوگی لہذا جس نے نعمت قرآن حاصل کی اوسے
بشارت ہے کیونکہ اہل قرآن خاصکر اہل اللہ ہین اگر کوئی
یہ کہے کہ لذات ذکر و مناجات و حلاوت تلاوت حجاب ہین

مخصوص باہل استغراق ست در حال تلوین نه در
تمکین و نه برای همه و هرکه قائل این ست کاذب
زندیق است بعضے فقرا جاہل زمانه بر قول بزرگے
العلم حجاب الله الاکبر سر استرانیده اند و روی از حقیقت
گردانیده وای صد وای نمی دانند که مراد از
دانستن هستی خود است نه علم معروف که دانستن
آن فرض راه سالک است

تو یہ بحالت تلوین نہ بحالت تمکین صرف اہل استغراق
سے مخصوص ہے اور جو اس کا قائل ہے وہ جھوٹا اور
زندیق ہے اس زمانہ کے بعض جاہل فقیر ایک بزرگ
کے اس قول پر کہ علم حجاب اکبر ہے سر منڈائے اور
حقیقت سے منہ پھیرے ہین افسوس اون کو نہین معلوم
کہ علم سے اپنا علم ہستی مراد ہے نہ علم مشہور جس کا
جاننا ہر سالک پر فرض ہے۔

قوله يلوح من صفحات وجوههم بشر الوجدان وينمّ على مكنون سرائرهم نضارة العرفان

… یلوح از لاح یلوح مشتق از لوح بمعنی
درخشیدن کذا فی الصراح بشر بمعنی بشارت آمده
… ت و ینم از نم ینم بمعنی ظهور سرائر بر وزن فعائل
سریرة بمعنی پوشیدگی و خفا و نضارت بمعنی
تازگی یعنی ظاهر از بشره هاے شان خوشی قلب
… که بر پوشیدگیهاے اسرار دلالت می کند
… این که جمال کمال شان بر کسی مستور نیست
… سیماهم فی وجوههم من اثر السجود
… محجوبان را که در حجاب ادبار اند چه سود

… به بر در شپره چشم	چشمهٔ آفتاب را چه گناه

… للمحظوظین والویل للمحرومین تازگی

یلوح لاح یلوح لوحاً سے مشتق ہے جس کے معنے
چمکنے کے ہین ۲ صراح بشر بمعنی بشارت اور ینم نم
ینم سے بمعنی ظہور سرائر بروزن فعائل سریرۃ کی جمع
بمعنی پوشیدگی و خفا اور نضارت بمعنی تازگی۔
یعنی اون کے بشرہ سے قلبی مسرت ظاہر ہے جو
اون کے پوشیدہ اسرار پر دلالت کرتی ہے خلاصہ
یہ کہ اون کا جمال و کمال کسی سے پوشیدہ نہین
اون کی پیشانیون پر سجدے کے نشان ہین
مگر محجوبان حجاب ادبار کے لیے کیا کیونکہ سے
اگر دن مین چمگادڑ نہ دیکھے تو آفتاب کا کیا قصور
لہذا محظوظین کو بشارت اور محرومین پر حسرت ہی اور تازگی

عرفان دلالت می کند که ایشان صاحب اسرار ربانیہ اند سہ سیلے پاکبازان ہر بے خبر نہ بینند اسرار عشق ورزی ہر باخبر نداند +

عرفان اس کی دلیل ہے کہ وہ صاحب اسرار ربانیہ ہین سہ پاکبازون کی پیشانی ہر بے خبر نہین دیکھتا در عاشقی کے اسرار ہر باخبر نہین جانتا

قوله لَا يَزَالُ فِي كُلِّ عَصْرٍ وَزَمَانٍ مِنْهُمْ عُلَمَاءُ قَائِمُوْنَ بِالْحَقِّ

اقول یعنی در ہر زمانہ از اوشان علماء باللہ بود اند و خواہند بود کہ قائم اند بر جادۂ شریعت و سجادۂ طریقت زیرا کہ قدوم ایشان باعث نزول ابر و خروج نباتات و صرف بلیات از خلق است و از ایشان قوام عالم است و ایشان عارف تام المعرفت می باشند پس جمیع احوال و افعال و حرکات ایشان حق اند فهم اهل الحق

یعنی ہر زمانے مین علماء باللہ ہوے اور ہوتے ہین اور ہوتے رہین گے جو جادۂ شریعت و سجادۂ طریقت پر قائم ہین اُنھین کی برکت سے پانی برستا اور نباتات اُوگتے اور عالم سے بلائین دور ہوتی ہین اور انھین سے دنیا قائم ہے اور وہی عارف تام المعرفت ہین جن کے کل افعال حق ہین لہذا وہ اہل حق ہین۔

قوله دَاعُوْنَ لِلْخَلْقِ

اقول دعوت کنندگان اند خلق را بسوے حق پس طریق شان حق است و کلام ایشان باتباع حق

یعنی خلق کو حق کی طرف بلاتے ہین پس ان کا طریقہ حق اور اُن کا کلام متابعت کے لیے ہے

قوله مُنِحُوا بِحُسْنِ الْمُتَابَعَةِ رُتْبَةَ الدَّعْوَةِ وَجُعِلُوْا لِلْمُتَّقِيْنَ قُدْوَةً

اقول المنح العطاء و المتقين جمع متقی مشتق از اتقا بمعنی پرہیزگاری کردن و در اصطلاح متقی آن کہ ارتکاب اوامر کند و اجتناب از نواہی نماید و فضل اتقا بسیار آمده است قال الله ان اکرمکم

منح عطا متقین جمع متقی اتقا سے مشتق بمعنے پرہیزگاری کرنا اور اصطلاح مین متقی وہی جو اوامر کو کرے اور منہیات سے بچے اور اتقا کی بہت فضیلت آئی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم مین زیادہ بزرگ

عند الله اتقاکم قدوه بحرکات ثلثه بمعنی پیشوا پس معنی این بود کہ عطا کرده شد ایشان را مرتبۂ دعوت کہ مرتبۂ انبیاء است بسبب پیروی ظاہری و باطنی ایشان و پیشواے پرہیزگاران گردانیده شدند این تخصیص تعمیم پرہیزگاران دلالت دارد بر شرف رتبۂ ولایت و از این است کہ گویند ولی نائب رسول است و ولایت رسول از نبوت او افضل است

اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ قدوہ بحرکات ثلثہ بمعنی پیشوا لہذا معنے یہ ہونگے کہ ان کو مرتبہ دعوت جو انبیاء کا طریقہ ہے بسبب ان کی ظاہری و باطنی متابعت کے عطا کیا گیا اور یہ پرہیزگارون کے پیشوا کیے گئے پرہیزگارون کی تخصیص تعمیم شرف رتبۂ ولایت کی دلیل ہے اسی لیے کہتے ہین کہ ولی رسول کا نائب ہے اور رسول کی ولایت اوس کی نبوت سے افضل ہے۔

قوله فَلَا يَزَالُ فِي الْخَلْقِ آثَارُهُمْ وَيَزْهَرُ فِي الْآفَاقِ أَنْوَارُهُمْ مَنِ اقْتَدَىٰ بِهِمْ اهْتَدَىٰ وَمَنْ أَنْكَرَهُمْ ضَلَّ وَاعْتَدَىٰ

اقول الازہار روشن گردانیدن الاہتداء راه گرفتن یعنی اصفیا بسبب حصول مرتبۂ دعوت کہ نتیجۂ اعمال است چنان گردیدند کہ پیوستہ نشانہاے آنہا در خلق ظاہر اند و انوار شان مانند آثار انبیاء روشن پس ہر کہ بعقیدت پس ایشان رفت ہدایت یافت زیرا کہ تبعیت ایشان عین متابعت انبیاء است چہ کہ اینہا نائب اند و حکم نائب و منیب یکے است و ہر کہ بمخالفت انکار ایشان کرد پس بر خود ظلم کرد و

ازہار روشن کرنا۔ اہتداء راہ لینا یعنی اصفیا بسبب حصول مرتبۂ دعوت جو نتیجۂ اعمال ہے ایسی ہوے کہ ہمیشہ خلق مین اون کے نشان ظاہر اور انبیاء کے آثار کی طرح اون کے انوار روشن ہین جو کوئی بعقیدت ان کا متبع ہوا اوس نے ہدایت پائی اس لیے کہ ان کی متابعت عین انبیاء کی متابعت ہے کیونکہ یہ اون کے نائب ہین اور نائب و منیب کا حکم ایک ہے اور جس نے بسبب مخالفت انکار کیا اوس نے اپنے اوپر ظلم کیا

انکار بضد اشارہ است بکمال خباثت و دعوے مساوات معاذ اللہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور انکار بضد دعوے ہمسری اور کمال خباثت کی دلیل ہے معاذ اللہ ع خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت

فَبُشْرٰی لِمَنْ عَظَّمَهُمْ وَوَیْلٌ لِمَنْ حَقَّرَهُمْ

تو جنھون نے اونکی تعظیم کی اونکو بشارت ہو اور جنھون نے اونکی تحقیر کی اونپر حسرت ہے

و ہرگاہ شیخ از حمد و نعت اصفیا در توحید فارغ شد باز حمد کرد دوبارہ بر نعم اصفیا و نعمہ مود

پھر جب حضرت مصنف حمد و نعت سے فارغ ہوے تو دوبارہ نعم اصفیا پر حمد کی اور فرمایا

قوله فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰی مَا هَیَّأَ لِلْعِبَادِ مِنْ بَرَكَةِ خَوَاصِّ حَضْرَتِهِ مِنْ اَهْلِ الْوِدَادِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهِ وَرَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِیْنَ الْاَمْجَادِ

اقول التهیأ موجود کردن و فراہم آوردن امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی سپاس خدا را کہ موجود گردانید براے بندگان از برکت خاصان خود کہ اہل دوستی اند و ہمین مراد است از اخوت اسلامی و رحمت کاملہ نازل باد بر نبی و رسول او کہ محمد صلعم اند و آل و اصحاب او کہ بزرگتر اند و آوردن صلوۃ بعد الحمد اشارت است باتمام شکر حق باید دانست کہ صلوۃ اصلش صلوت بفتحات ثلثہ واو الف شد و این لفظ اسم تصلیہ است و لہذا مفعول مطلق صلی واقع شود و مشترک لفظیست نزد عبد اللہ ابن عباس و تابعین ایشان کما ہو المشہور یعنی چون منسوب بخدا باشد برابر است کہ در کلام الہی بود یا در کلام

تہیا موجود کرنا اور جمع کرنا امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی خدا کے لیے تعریف ہے جسنے اپنے بندون کے لیے خاص لوگون کی وجہ سے جو اہل محبت ہین برکت دی جس سے اخوت اسلامی مقصود ہے اور اُسکے نبی و رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے آل و اصحاب پر جو سب سے بزرگ ہین رحمت کاملہ نازل ہو حمد کے بعد صلوۃ لانا اتمام شکر حق کی طرف اشارہ ہے جاننا چاہیے کہ صلوۃ کی اصل صلوت بفتحات ثلثہ ہے واو الف ہوگیا اور تصلیہ کا اسم ہے اور اسی لیے مفعول مطلق صلی واقع ہوتا ہے لفظ حضرت عبد اللہ ابن عباس اور اونکے تابعین کے نزدیک مشترک لفظی ہے جیسا کہ مشہور ہے یعنی جب خدا کی طرف منسوب ہوگی خواہ اوس کے کلام مین ہو یا بندہ کے کلام مین

بندہ مراد ازان رحمت است و اگر منسوب بملائکہ باشد استغفار و اگر بہ مومنین بود دعا و ازہری در تہذیب اللغات از ابن الاعرابی می آرد کہ اگر از طیور و ہوام بود تسبیح است و جزری در نہایہ می گوید معنی صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ حق تعالے آنحضرت را در دنیا باعلاے ذکر و ترقی اسلام و در عقبی بشفاعت امت و تضعیف ثواب اعمال عظمت بخشد و مشترک معنوی ست نزد بعضے محققین یعنی موضوع براے عطف و افادت الخیر کہ مشترک است در معانی مذکورہ کما ذهب الیہ صاحب المغنی و ازین جاست کہ امام غزالی می فرماید الصلوۃ موضوعة للقدر المشترك للثلاثة المذكورة وهو الاعتناء بالمصلی علیه انتهی و در معنی این لفظ اختلافہاے دیگر است کہ این رسالہ گنجایش آن ندارد و کتابت الفش بواو شہرت دارد و صاحب جامع الرموز در بیان این لفظ می نویسد الفها مبدلة عن الواو ولم تكتب بها فی غیر القرآن كما قال ابن درستویه و نبی یا مشتق است از نبا

تو رحمت مراد ہوگی اور اگر فرشتون کی طرف منسوب ہوگی تو استغفار اور اگر مومنین کی طرف منسوب ہوگی تو دعا۔ ازہری تہذیب اللغات مین ابن اعرابی سے نقل کرتے ہین کہ اگر چڑیون کی طرف منسوب ہوگی تو تسبیح اور علامہ جزری نہایہ مین لکھتے ہین کہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ معنے ہین کہ خدا آنحضرت کو دنیا مین اعلاے ذکر و ترقی اسلام اور عقبی مین شفاعت امت و تضعیف ثواب اعمال سے عظمت بخشی اور بعض محققین کے نزدیک مشترک معنوی ہے یعنی عطف و افادۂ خیر کے لیے جو معانی مذکورہ مین مشترک ہے بنایا گیا ہے یہی صاحب مغنی کا بھی مذہب ہے اور یہین سے امام غزالی فرماتے ہین کہ صلوۃ قدر مشترک ثلاثہ مذکورہ کے لیے موضوع ہے جو اعتنا بالمصلی علیہ ہے انتہے اور اس کے معنون مین اور بھی اختلاف ہے جس کی گنجایش اس رسالہ مین نہین اور اوس کے الف کی کتابت واو سے مشہور ہے صاحب جامع الرموز اس لفظ کے بیان مین لکھتے ہین کہ اس کا الف واو سے بدل دیا گیا اور مع الالف قرآن کے سوا اور کہین نہین لکھا گیا جیسا کہ ابن درستویہ نے کہا اور نبی یا نبا بمعنی رفع سے

بمعنی رفع و یا از انبا بمعنی اخبر و میان نبی و رسول	مشتق ہے یا انبا بمعنی اخبر سے اور نبی و رسول مین
خصوص و عموم است هذا هو مذهب اهل السنة	عموم و خصوص ہے جو اہل سنت و جماعت کا مذہب
والجماعة بدلیل قوله تعالی وما ارسلنا	ہے بدلیل آیت وما ارسلنا قبلك[1] جس کی
قبلك من رسول ولا نبی صرح به الفاضل	تصریح فاضل لاہوری نے اپنے بعض حواشی مین کی
اللاهوری فی بعض حواشیه و مذهب معتزله	اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی و رسول ذاتاً ایک
آن ست که رسول و نبی متحد بالذات و مغایر	اور مفہوماً غیر ہین یعنی اس لیے کہ لفظ رسول و ارسلنا
بالاعتبار و المفهوم ستد یعنی ازین جهت که لفظ رسول	وغیرہ اوس کے حق مین وارد ہوے وہ رسول ہے
ارسلنا وانچه مفید این معنی باشد در حق وے وارد	اور اس لیے کہ لفظ نبی او راوسکے ہم معنے اوس کی
شده است رسول است و ازین جهت که لفظ	شان مین وارد ہوے نبی ہے۔ اور اسی لیے
نبی و مرادفش در شانش وارد گردیده نبی است	علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین ان کے قول
و ازین جاست که علامه تفتازانی در شرح مقاصد	کو مان کر قائل مساوات ہوے مگر آیت مذکور
به تبعیت این قول قائل مساوات گردیده لیکن	اور ظاہر آیت وکان رسولا نبیا (اور تھا رسول اور نبی) اس کا منکر
ظاهر آیت مذکوره و قوله تعالی وکان رسولا نبیا	ہے اور بعض کے نزدیک رسول نبی سے عام
ازان انکار می کند و نزد بعضے رسول عام است از	ہے کیونکہ وہ انسان اور فرشتون دونون پر شامل
نبی که انسان و فرشته هر دو را شامل است بخلاف	ہے بخلاف نبی کے جو انسان سے مخصوص ہے
نبی که مخصوص است بانسان و مؤید این معنی است	جس کی مؤید آیت وَکَانَ رَسُوْلًا نَبِیًّا
قوله تعالی وَکَانَ رَسُوْلًا نَبِیًّا و نزد بعضے بودن	ہے اور بعض کے نزدیک جدید شریعت و کتاب کا
کتاب و شریعت جدیده در مفهوم نبی شرط است	نہ ہونا مفہوم نبی مین مشروط ہے اور اس صورت
و برین تقدیر بینهما تباین باشد والتفصیل	مین دونون مین فرق ہوگا جس کی تفصیل

[1] اور نہ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی نبی اور نہ رسول ۱۲

فی المطولات محمد وجه تسمیه آنحضرت باین اسم	مطولات مین ہے۔ محمد آنحضرت صلعم کی وجہ تسمیہ اس
مبارک وفور محمودیت ایشان بمجرد پیدائش است	نام نامی سے بوجہ آپ کی وفور محمودیت پیدائشی کے
و باب تفعیل از حمد مفید معنی مبالغه و کثرت می باشد	ہے اور حمد باب تفعیل سے مفید معنی مبالغہ و کثرت
ولهذا فاضل اسفراینی در اطول می آرد که از حمد	کے ہے اسی لیے فاضل اسفراینی اطول مین لکھتے
دو اسم برائے مبالغه اشتقاق یافته یکے محمد برائے	ہین کہ حمد سے مبالغہ کے دو اسم مشتق ہوئے ایک
مبالغه محمودیت دوم احمد برای مبالغه حامدیت	محمد مبالغہ محمودیت کے لیے دوسرا احمد مبالغہ حامدیت
وآله لفظ آل اسم جمع است اصلش نزد سیبویه آل که	کے لیے وآلہ لفظ آل اسم جمع ہے جس کی اصل
در اصل اهل بود بدلیل تصغیرش اهیل وهذا	سیبویہ کے نزدیک آل ہے کہ اصل مین اہل تھا بدلیل
هو المشهور والمسلم عند البصریین و نزد کسائی	تصغیر اہیل اور یہی مشہور اور بصرہ والون کے نزدیک
سرآمد کوفیان اصلش اول بالتحریک بدلیل تصغیرش	مسلم ہے اور سرگروہ کوفیین کسائی کے نزدیک اسکی
اویل وهذا هو الموثوق عند الکوفیین	اصل اول بالتحریک بدلیل اوس کی تصغیر اویل کے
قال الکسائی سمعت اعرابیا فصیحا یقول	تھی اور یہی کوفیون کے نزدیک درست ہے کسائی نے
آل و اویل واهل واهیل وهکذا نقل عن	کہا کہ مین نے ایک فصیح اعرابی کو آل و اویل و اہل و اہیل
الاصمعی ایضاً و این قول باعتبار قیاس اولی است	کہتے سنا اور ایسا ہی اصمعی سے بھی منقول ہے اور
زیرا که خلاف قیاس برین مذهب لازم نمی آید	یہ قول باعتبار قیاس اولے ہے کیونکہ یون خلاف قیاس
اما اهیل می تواند که تصغیر اهل باشد کما یدل علیه	لازم نہین آتا ہے لیکن اہیل ممکن ہے کہ یہ اہل کی تصغیر ہو
قول الاعرابی المذکور بلکه بعضے از محققین برین معنے	جس پر قول اعرابی دلالت کرتا ہے بلکہ بعض محققین
تصریح کرده اند مثل فاضل چلپی که در منهیات	نے اسی کی تصریح کی ہے جیسے فاضل چلپی کہ منہیات
حواشی مطول می گوید قد سمع اویل فی تصغیر آل	حواشی مطول مین لکھتے ہین کہ تصغیر آل اویل سنی گئی

وهذا دليل على ان الفه منقلبة عن الواو	جو اس بات کی دلیل ہے کہ اوس کا الف واو سے
واما اهيل تصغير اهل ولا داعى الى جعله	بدل دیا گیا مگر اہل کی تصغیر اہیل تو کوئی اس کے
تصغير آل ليكون الفه بدل همزة مبدلة	آل کی تصغیر ہونے کا مدعی نہین کہ اوس کا الف
بل لا دليل عليه انتهى بلفظه ومثل فاضل	بدل ہمزہ مبدلہ ہو بلکہ اس پر کوئی دلیل نہین انتہے اور
اسفراينى كه در اطول می گوید فاهيل ليس تصغيرا	ایسے ہی فاضل اسفرائنی بھی اطول مین لکھتے ہین کہ
للاهل لا للآل ومثل علامهٔ ازهری که در	اہیل نہ تو اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی یا علامۂ ازہری
تهذيب اللغات می آرد قال ابو العباس احمد	تہذیب اللغات مین لکھتے ہین کہ ابو العباس احمد بن
بن يحيى اختلف الناس فى الآل فقال طائفة	یحیے نے کہا کہ آل مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک
آل النبى من اتبعه قرابة كانت او غير	آل نبی وہ لوگ ہین جو قرابۃ یا غیر قرابۃ آپ کے تابع
قرابة واهله ذو قرابة تبعا او غير متبع و	ہون اور اہل وہ ہین جو آپ کے قرابت دار ہون
قالت طائفة الآل والاهل واحد واحتجوا	تابع ہون یا نہ ہون اور بعض کے نزدیک آل و اہل
بان الآل اذا صغر قيل اهيل لكان الهمزة	ایک ہین اون کی یہ دلیل ہے کہ آل کی جب تصغیر
هاء لقولهم هنرت الثوب وانرته اذا	کی جائیگی تو بوجہ ہمزہ کے ہا ہو جانے کے اہیل کہا
جعلت له علما قال وروى الفراء عن	جائیگا بسبب اون کے اس قول کے کہ هنرت الثوب
الكسائى فى تصغير آل اويل قال	الخ اور فرا نے کسائی سے آل کی تصغیر اویل روایت
ابو العباس فقد زالت تلك العلة وصار	کی ابو العباس نے کہا کہ پھر یہ علت زائل ہو گئی
الآل والاهل اصلين لمعنيين انتهى	اور آل و اہل دو معنون کی اصل ہو گئی انتہے
بالجملہ تصنیفات مذکوره دلالت برین معنی دارند که	بالجملہ تصنیفات مذکورہ اس پر دلالت کرتے ہین کہ
اهيل تصغير اهل است نه آل كه تصغیرش اويل	اہیل اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی جس کی تصغیر اویل

می آید و مؤید این معنی است فرقے که میان آل	آتی ہے اور اس کی تائید اوس فرق سے ہوتی ہے
و اہل بوجوه عدیده ثابت شده اول آنکه اضافت	جو آل و اہل مین کئی وجہون سے ہے اول یہ کہ
آن مخصوص بذوی العقول است پس مضاف	آل کی اضافت ذوی العقول سے مخصوص ہے
نمی شود بسوے الله و حق و زمان و مکان و معانی	لہذا وہ اللہ و حق و زمان و مکان و معانی و پیشہ
و حرفه و لهذا آل الحق و آل المصر و آل الزمان	کی طرف مضاف نہوگا اور اسی لیے آل حق و آل مصر
و آل العلم و الاسلام و آل التجارة مستعمل نه شود	و آل زمان و آل علم و اسلام و آل تجارت مستعمل نہوگا
بخلاف اہل فانه اعم هكذا فى حاشية چلپي	بخلاف اہل کے کہ وہ اعم ہے ایسا ہی حاشیہ چلپی و
وابى القاسم على شرح التلخيص وغاية الهداية	حاشیہ ابی القاسم بر شرح تلخیص و غایۃ الہدایۃ حاشیہ
على شرح هداية الحكمة منفرقا دوم آنکه	شرح ہدایۃ الحکمۃ مین متفرقاً ہے دوسرے یہ کہ اسکی
اضافتش از میان ذوی العقول مخصوص به ذکور	اضافت ذوی العقول مین ذکور سے مخصوص ہے اور
است و لهذا آل فاطمه نمی گویند بخلاف اہل	اسی لیے آل فاطمہ نہین کہتے بخلاف اہل کے جیسا کہ نہیہ
كذا فى نهية حاشية فاضل الچلپي سوم آنكه اضافتش	حاشیہ فاضل چلپی مین ہے تیسرے یہ کہ اوس کی
از میان ذکور باشراف و ارباب عظمت مخصوص	اضافت ذکور مین شریفون اور بزرگون سے مخصوص
است و لهذا آل حائک و آل حجام نیاید بخلاف	ہے اور اسی لیے آل حائک و آل حجام نہین آتا بخلاف
اہل و هذا فى كثير من الكتب چہارم آنکه	اہل کے اور یہ بہت سی کتابون مین ہے چوتھے یہ کہ
اضافتش بسوے ضمیر غیر مستحسن و نادر و لهذا	اوس کی اضافت ضمیر کی طرف کم اور ناجائز ہے اور اسی
در کلام مجید نیامده و در احادیث بطور ندرت دیده	لیے کلام مجید مین نہین ہے اور احادیث مین بھی کم
شد بلکه نزد کسائی و ابو بکر زبیدی ممنوع مگر تحقیق	ہے بلکہ کسائی و ابو بکر زبیدی کے نزدیک ممنوع ہی مگر
آن ست که اضافتش بسوے مضمر در کلام مجید	تحقیق یہ ہے کہ مضمر کی طرف اسکی اضافت کلام مجید مین

ثابت است چنانکه فاضل چلپی در منهیه اش از مرادی شرح الفیه نقل کرده وحق بجانب اوست لما روی عن افصح العرب والعجم صلی الله علیه وسلم الی کل مومن تقی الی یوم القیامة رواه التمام فی فوائده کذا فی الشمنی و ازین تحقیق ثابت شد که قول بعض اضافت آل بسوے مضمر در حدیث نیامده غلط است اگر پرسند چون اضافت آل مخصوص باشراف وارباب عظمت است باید که تصغیرش نیاید زیرا که تصغیر دلالت بر حقارت کند جوابش آنکه این دلالت مطلقاً مسلم نیست بلکه ممکن که براے عظمت باشد وبر تقدیر تسلیم از حقارت آل حقارت مضاف الیه آن که عظمتش مقصود است لازم نمی آید ولو فرض حقارت من وجه منافی عظمت بوجه دیگر نیست زیرا که عظمت مراتب دارد وهذا مما یتعلق به لفظا واما باعتبار معنی دران پنج مذهب است۔ اول بمعنی اتباع وهو مذهب جابر بن عبد الله وسفیان الثوری ومختار بعض اصحاب الشافعی والمرجح عند النووی والازهری

ثابت ہے جیسا کہ فاضل چلپی نے منہیہ مین مرادی شرح الفیہ سے نقل کیا اور حق بجانب بھی وہی ہے چنانچہ افصح العرب والعجم صلعم سے مروی ہے کہ میری اولاد ہر مومن متقی ہے قیامت تک اس کو تمام نے اپنے فوائد مین روایت کیا جیسا کہ شمنی مین ہے اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ بعض کا یہ قول کہ اضافت آل مضمر کی طرف حدیث مین نہین آئی غلط ہے اگر کہین کہ جب آل کی اضافت شریفون اور بزرگون سے مخصوص ہے تو اسکی تصغیر نہ آنا چاہیے کیونکہ تصغیر حقارت پر دلالت کرتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلالت مطلقاً مسلم نہین بلکہ ممکن ہے کہ عظمت کے لیے ہو اور اگر ہو بھی تو حقارت آل سے حقارت مضاف الیہ جس کی عظمت مقصود ہے لازم نہین آتی علاوہ اس کے ایک وجہ سے حقارت دوسری وجہ سے عظمت کی منافی نہین کیونکہ عظمت کے مراتب ہین اور یہ اوس سے لفظاً متعلق ہے مگر معنے اوس مین پانچ مذہب ہین اول بمعنی اتباع جو جابر بن عبد اللہ وسفیان ثوری وبعض اصحاب شافعی کا مذہب ومختار ہے اور نووی وازہری کے نزدیک مرجح

دوم بنو ہاشم وبنو المطلب وهو مذهب الشافعی سوم بنو ہاشم فقط وهو مذهب امامنا الاعظم ومختار بعض المالکیة چہارم ازواج وبنات وداماد آنحضرت اولاد اوشان ونزد بعضے خدم نیز پنجم اہلبیت است بالجمله معنی اول مصداق آل حسبی است وبواقی مصداق آل نسبی ولنعم ما قیل چنانکه زکوة وصدقه مال بر آل نسبی حرام است صدقه علم که عبارت از تقلید در علوم است بر آل حسبی او که علماء راسخین و اولاد روحانی اویند حرام است وچون مصنف از حمد وصلوة فارغ شد شروع کرد در بیان نیت خویش درین تالیف منیف پس فرمود

دوسرے بنی ہاشم وبنو مطلب بر مذہب شافعی تیسرے صرف بنو ہاشم ہمارے امام اعظم اور بعض مالکیہ کے نزدیک چوتھے آنحضرت صلعم کی بیبیان بیٹیان وداماد واولاد اور بعض کے نزدیک خادم بھی پانچوین اہل بیت بالجملہ پہلے معنی آل حسبی اور باقی آل نسبی کے مصداق ہین اور کیا خوب کہا گیا ہے کہ جس طرح زکوۃ وصدقہ مال آل نسبی پر حرام ہے اوسی طرح صدقہ علم یعنی علوم مین تقلید اون کی آل حسبی یعنی علماء راسخین واولاد روحانی پر حرام ہے۔ پھر حضرت مصنف نے حمد وصلوۃ سے فارغ ہو کر اس تالیف شریف سے جو اپنی نیت تھی وہ بیان کرنا شروع کی لہذا فرمایا۔

ثُمَّ اِنَّ اِیْثَارِی لِهَدْیِ هٰؤُلَاۤءِ الْقَوْمِ وَمَحَبَّتِی لَهُمْ لِشَرَفِ حَالِهِمْ وَصِحَّةِ طَرِیْقِهِمُ الْمَبْنِیَّةِ عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمُتَحَقِّقِ بِهَا مِنَ اللّٰهِ الْکَرِیْمِ ذِی الْفَضْلِ وَالْمِنَّةِ

اقول یعنی اختیار من راه نیک سیرت این قوم را ومحبت من باوشان از انست که دانا ام از بزرگی حال وصحت طریقه آنها که مبنی بر کتاب وسنت است که ثابت است از خداے بزرگ صاحب فضل واحسان۔

یعنی مین نے جو ان کے عادات اختیار کیے یا مجھے اون سے محبت ہے وہ اسس لیے کہ مین اون کی بزرگی اور صحت طریقہ سے جو کتاب اللہ سے ثابت اور سنت رسول اللہ پر مبنی ہے زیادہ واقف ہون۔

قوله حدانی ان اذب عن هذه العصابة بهذه الصبابة

اقول یعنی انگیخت مرا و باعث شد و عصابه
بکسر نوعے از جامه که بدان سر بندند و دستار را
نیز گویند و گروہے از مردم و مراد این جا ہمین
گروه صوفیه است و صبابه بالضم بقیهٔ آب در
ظرف و مقصود ازو این جا ہمین کتاب است و
ذب یعنی نرم رفتن یعنی خواستم که به نرمی دفع کنم
ازین جماعت صوفیه صافیه باین کتاب و
بنمایم طالب را که صوفی کیست و تصوف چیست
و ماہیت آن چه والله عنده ام الکتاب

یعنی مجھکو آماده کیا اور باعث ہوا۔ عصابه بالکسر
وه کپڑا جس سے سر باندھتے ہین اور پگڑی کو بھی
کہتے ہین اور آدمیون کا گروه یہان گروه صوفیه
ہی مراد ہے اور صبابه بالضم پیالے مین بچا ہوا
پانی جس سے یہان مراد یہی کتاب ہے اور ذب
نرم چلنا یعنی مین نے چاہا که به نرمی اس کتاب
مین صوفیه صافیه پر سے اعتراضات دفع کرون
اور طالب کو بتاؤن که صوفی کون اور تصوف
اور اوس کی ماہیت کیا ہے

قوله وأؤلف ابوابا فی الحقایق والآداب معربة عن وجه الصواب فیما اعتمدوه مشعرة بشهادة صحیح العلم فیما اعتقدوه

اقول و جمع کنم ابواب در بیان حقایق و آداب
که ظاہر کنند وجه صواب و حق دران شے که
ایشان را اعتماد برو ست مخبره بشہادت صحیح
علم معتقدات آنحضرات را و علم دو قسم است اول
علم بالله که بلا واسطه حاصل شود نه علم النفس
و ہمین علم وراثت است و مخصوص بصوفیه که
وعلمناه من لدنا علما دیگرے علم ببرہان قاطع

اور حقایق و آداب کے بیان مین ابواب جمع
کرون جو اون کے معتمدات صحیح ہونے کو ظاہر
کرین اور اون کے معتقدات کی صریحی شہادت
دین اور علم کی دو قسمین ہین علم بالله جو
بلا واسطه حاصل ہو نه علم نفس اور یہی علم
وراثت مخصوص به صوفیه ہے که وعلمناه[1]
من لدنا علما اور علم به برہان قاطع

[1] اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم ۱۲

که قرآن و حدیث و اجماع و قیاس است و این
عام است برای عام دران شی که اوشان را
اعتقاد است اکنون سبب تالیف می نگارد و می فرماید

یعنی قرآن و حدیث و اجماع و قیاس سے اور
یه عام کے لیے اون کے اعتقادیات مین عام ہے
اب سبب تالیف لکھتے اور فرماتے ہین۔

قوله حیث کثر المتشبهون بهم واختلفت احوالهم وتستر بزیهم المتسترون وفسدت اعمالهم وسبق الی قلب من لا یعرف اصول سلفهم سوء ظن وکاد لا یسلم من دقیقة فهم وطعن ظنا منه ان حاصلهم راجع الی مجرد رسم وعائد الی مطلق اسم

اقول التستر در پرده شدن یعنی چونکه متشبه بایشان
بسیار شدند و احوال شان مختلف شد و پرده
پوشیدند بلباس ایشان ناکسان و تباه
شدند اعمال آنها و بدگمان شد آن که نمیداند
اصول بزرگان سلف را و قریب است که
تسلیم نه کند از طعن کردن درانها باین خیال که
حاصل صوفیه راجع به مجرد رسم و عائد مطلق اسم است
خلاصه این که اکنون بفساد زمان و تغیر اخوان
ماندراس طریق حق و ظهور سوء ظن از تصوف صرف
نام و نشان باقی مانده است صوفی و متصوف
کجا قول حسن بصری راست آمده است که مسلمانان
در گور و مسلمانی در کتاب۔ پس از تالیف این

تستر چھپنا یعنی چونکه ان سے مشابه لوگ بہت ہوگئے
اور اون کے حالات مختلف ہوے اور ان کے لباس
مین نالایق لوگ آکر چھپے اور اون کے اعمال تباه
ہوے اور کچھ دور نہین که بزرگون کے اصول سے
ناواقف شخص بدگمان ہوکر طعن سے یه کہنے لگے
که مقاصد صوفی صرف رسم و خصوصیات اور محض
برائے نام ہین غرضکه اب زمانه کی خرابی اور اخوان
طریقت کی تباہی اور تصوف کی بربادی و بدگمانی
سے اس کا صرف نام و نشان باقی ره گیا ہے
صوفی کون و متصوف کہان حضرت حسن بصری
کا ارشاد درست ہے که مسلمان قبر مین اور
مسلمانی کتاب مین ہے تو اس تالیف سے

مولف خواست که حق را ظاهر و باطل را سنخ گرداند اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا وَاجْعَلْنَا مِنْ اَحِبَّائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ

مولف نے حق کو ظاہر اور باطل کو مسخ کرنا چاہا یا الٰہی ہم کو محفوظ رکھ اور زمرۂ احباب و اصفیا مین داخل کر

قوله وَمِمَّا حَضَرَنِي فِيهِ مِنَ النِّيَّةِ اَنْ اُكَثِّرَ سَوَادَ الْقَوْمِ بِالْاِعْتِزَاءِ اِلَى طَرِيقِهِمْ وَالْاِشَارَةِ اِلَى اَحْوَالِهِمْ وَقَدْ وَرَدَ مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَاَرْجُوا مِنَ اللهِ الْكَرِيمِ صِحَّةَ النِّيَّةِ فِيهِ وَتَخْلِيصَهَا مِنْ شَوَائِبِ النَّفْسِ

اقول الاعتزاء الانتساب یعنی نیت و قصد من انچه که درین ہنگام تالیف است این است که بسیار کنم سواد قوم را به نسبت کردن سوے طریقه شان دائما با حوال آنها که داخل در مصداق حدیث شوم که ہر که بسیار کند سواد یعنی آثار قوم را پس او از اوشان (نسبت) و در اوشان شمار کرده خواهد شد و امیدوارم از خدائے بزرگ آینده صحیح ماندن نیت را درین تالیف و خلاصی آن از آمیزشہاے نفس لان النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي۔

اعتزاء انتساب یعنی میری نیت اس تالیف سے یہ ہے کہ مین سواد قوم اون کے طریقے اور حالات لکھکر بڑھاؤن تاکہ اس حدیث کا مصداق ہو جاؤن کہ جو شخص آثار قوم بڑھائے وہ اونھین مین گنا جائے گا اور مین خدا سے اس تالیف مین آیندہ بھی نیت آمیزش نفس سے خالی اور صحیح رہنے کا امیدوار ہون کیونکہ نفس برائی ہی سکھاتا ہے بجز اوس کے جس پر خدا رحم کرے۔

قوله وَكُلُّ مَا فَتَحَ اللهُ تَعَالٰى عَلَيَّ فِيهِ مِنَحٌ مِنَ اللهِ الْكَرِيمِ وَعَوَارِفُ وَاَجَلُّ الْمِنَحِ عَوَارِفُ الْمَعَارِفِ

اقول عوارف جمع عارفه بمعنے عطیه معارف جمع معرفت بمعنی شناخت مراد از عوارف این جا نام کتاب است یعنی و همه انچه که حق بر من کشاد درین تالیف احسان است از و واجل و اعظم بخشش عوارف المعارف است۔

عوارف جمع عارفہ یعنی عطیہ اور معارف جمع معرفت یعنی پہچان یہان عوارف سے نام کتاب مراد ہے یعنی جو کچھ خدا نے مجھ پر اس تالیف مین ظاہر کیا وہ اوس کا احسان ہے اور سب سے بڑی بخشش عوارف المعارف ہے

قوله وَالْكِتَابُ يَشْتَمِلُ عَلٰى نَيِّفٍ وَسِتِّينَ بَابًا

اقول النيف الزيادة على العقدة ما لم يبلغ العقدة كذا في صحف اللغة یعنی این کتاب شامل بر شصت و چند باب است

نیف دس پر زیادتی کو کہتے ہین جب تک دو دہائی تک نہ پہونچے جیسا کہ صحف اللغت مین ہے یعنی یہ کتاب ساٹھ اور چند بابون پر شامل ہے

قوله وَاللهُ الْمُوَفِّقُ

اقول یعنی الله توفیق دہنده است توفیق در لغت بمعنی دست دادن کسے را بکارے و در اصطلاح متوجه کردن اسباب بحصول مطلوب خیر و این تخصیص خیر از شر باعتبار عرف است نه لغت و فهرست کتاب این است باب ۱ اول در منشأ علوم صوفیه باب ۲ دوم در تخصیص صوفیه بحسن استماع باب ۳ سوم در بیان فضیلت علم صوفیه و اشارت بقدرے ازان باب ۴ چهارم در شرح حال صوفیه و اختلاف طریقه شان باب ۵ پنجم در ذکر ماهیت تصوف باب ۶ ششم در ذکر تسمیه ایشان باین اسم عالی باب ۷ ہفتم در متصوف و متشابه بصوفی باب ۸ ہشتم در ذکر ملامتی و شرح حال او و باب ۹ نهم در

یعنی اللہ ہی توفیق دینے والا ہے توفیق کے لغوی معنے ہاتھ بٹانے کے ہین اور اصطلاحی معنے اچھی بات کے حاصل کرنے کے لیے اسباب جمع کرنا اور شر سے خیر کی تخصیص عرفی ہے نہ لغوی۔ فہرست کتاب یہ ہے۔ پہلا باب منشأ علوم صوفیہ مین دوسرا باب تخصیص صوفیہ بحسن استماع تیسرا باب فضیلت علم صوفیہ کے متعلق چوتھا باب حال صوفیہ اور اون کے اختلاف طریقہ کی شرح مین پانچوان باب ماہیت تصوف کے ذکر مین چھٹا باب اونکے اس نام نامی سے موسوم ہونیکے بیان مین ساتوان باب متصوف و متشابہ بصوفی کے بیان مین آٹھوان باب ملامتی اور اسکے حال کی شرح مین نوان باب

ذکر آنانکه منسوب می کنند خود را بصوفیه و حال آنکه
صوفی نیستند باب[۱۰] دہم در شرح رتبۂ مشیخت باب[۱۱]
یازدہم در شرح حال خادم و شبه بخادم باب
دو[۱۲]ازدہم در شرح خرقۂ مشایخ صوفیه باب[۱۳] سیزدہم در
فضیلت ساکنان رباط باب[۱۴] چہاردہم در مشابہت
اہل رباط به اہل صفه باب[۱۵] پانزدہم در خصایص
اہل رباط با عہد و پیمان باہمی باب[۱۶] شانزدہم در
اختلاف احوال مشایخ در سفر و حضر باب[۱۷] ہفدہم در
این که مسافر بسوے چه چیز محتاج است در فرایض
و فضایل باب[۱۸] ہیژدہم در قدوم یعنی باز آمدن از
سفر و داخل شدن در رباط باب[۱۹] نوزدہم در ذکر حال
صوفی متسبب باب[۲۰] بستم در شرح حال آن که بخورد
از فتوح باب[۲۱] بست و یکم در شرح حال متجرد و
متاہل از صوفیه و صحت مقاصد شان
باب[۲۲] بست و دوم در قول سماع قبولاً و ایثاراً
باب[۲۳] بست و سوم در رد و انکار سماع باب
بست[۲۴] و چہارم در سماع ترفعاً و استغناء باب[۲۵] بست و
پنجم در سماع تادیاً و اعتناءً باب[۲۶] بست و ششم در
خاصیت اربعینات که معاہدۂ صوفیه است

اون لوگون کے ذکر مین جو خود کو صوفی کہتے ہین حالانکہ
صوفی نہین ہین دسوان باب مرتبۂ مشیخت کی شرح
مین گیارھوان باب خادم و مشابہ بخادم کی شرح
مین بارھوان باب خرقۂ مشایخ صوفیه کی شرح مین
تیرھوان باب ساکنان رباط کی فضیلت مین چودھوان
باب اہل صفه سے اہل رباط کی مشابہت کے ذکر مین
پندرھوان باب خصایص اہل رباط باہمی عہد و پیمان مین
سولھوان باب مشایخ کے حالات سفر و حضر مختلف ہونیکے
بیان مین سترھوان باب یہ کہ مسافر فرایض و فضائل مین
مین کن کن چیزون کا محتاج ہے اٹھارہوان
باب سفر سے رباط مین واپس آنے کے بیان
مین انیسوان باب صوفی متسبب کے حال
مین بیسوان باب فتوح کھانے والے کے بیان
مین اکیسوان باب صوفی مجرد و متاہل اور انکی
صحت مقاصد کے بیان مین بائیسوان باب
قبول سماع مین تیئسوان باب رد و انکار سماع
مین چوبیسوان باب ترفع و استغنا از سماع مین
پچیسوان باب سماع مین بلحاظ ادب و اعتنا چھبیسوان
باب صوفیه کے مقررہ چلون کی خاصیت مین

باب[۲۷] بست و ہفتم در ذکر فتوح اربعین باب
بست[۲۸] و ہشتم در کیفیت دخول در اربعین باب
بست[۲۹] و نہم در ذکر اخلاق صوفیه و شرح خلق
باب[۳۰] سی ام در ذکر تفاصیل اخلاق صوفیه باب
سی[۳۱] و یکم در ذکر ادب و مقام آن از تصوف باب
سی[۳۲] و دوم در آداب حضرت الٰہیت براے اہل
قرب باب[۳۳] سی و سوم در آداب طہارۃ و مقدمات
آن باب سی[۳۴] و چہارم در آداب حضور و اسرار آن
باب سی[۳۵] و پنجم در آداب اہل خصوص و صوفیه باب[۳۶]
سی و ششم در فضیلت صلوۃ باب سی[۳۷] و ہفتم در
وصف صلوۃ اہل قرب باب سی[۳۸] و ہشتم در ذکر
آداب صلوۃ و اسرار آن باب سی[۳۹] و نہم در فضل
صوم و حسن اثر آن باب چہلم[۴۰] در احوال صوفیه در
صوم و افطار باب[۴۱] چہل و یکم در آداب صوم و مقاصد
او باب چہل[۴۲] و دوم در ذکر طعام و آنچه در وی است از
مصالح و مفاسد باب چہل[۴۳] و سوم در آداب خوردن
باب[۴۴] چہل و چہارم در ذکر آداب صوفیه در لباس و
مقاصد شان در آن باب[۴۵] چہل و پنجم در فضل ذکر
و قیام لیل و آداب نوم باب چہل[۴۶] و ششم در ذکر

ستائیسوان باب چلہ کی فتوح مین اٹھائیسوان باب
چلہ مین داخل ہونے کی کیفیت انتیسوان باب اخلاق
صوفیه اور شرح خلق مین تیسوان باب ذکر تفصیل
اخلاق صوفیه مین اکتیسوان باب ادب و مقام ادب
صوفی کے ذکر مین بتیسوان باب آداب حضرت الٰہیت
جو اہل قرب کے لیے ہین تینتیسوان باب آداب و
مقدمات طہارت کے بیان مین چونتیسوان باب
آداب و اسرار وضو مین پینتیسوان باب آداب
اہل خصوص و صوفیه مین چھتیسوان باب فضیلت
نماز مین سینتیسوان باب وصف نماز اہل قرب
مین اڑتیسوان باب ذکر آداب و اسرار نماز
مین انتالیسوان باب روزہ کی بزرگی اور اوس کے
حسن اثر کے بیان مین چالیسوان باب صوفیه کے
حالات روزہ و افطار مین اکتالیسوان باب روزہ کے
مقاصد و آداب مین بیالیسوان باب کھانے اور اوسکے
مصالح و مفاسد کے بیان مین تینتالیسوان باب کھانے کے
آداب مین چوالیسوان باب دربارۂ مقاصد لباس صوفیه
کے بیان مین پینتالیسوان باب شب بیداری کی
فضیلت اور سونے کے آداب مین چھیالیسوان باب

اسباب اعانت کنندہ بر قیام لیل باب چہل و [47]
ہفتم در آداب بیداری از نوم و عمل شب باب
چہل و ہشتم [48] در تقسیم قیام لیل باب چہل و نہم [49] در
استقبال روز و آداب دران باب پنجاہم [50] در ذکر
عمل تمامہ روز و توزیع اوقات باب پنجاہ و یکم [51] در
آداب مرید با شیخ باب پنجاہ و دوم [52] در آداب شیخ با
مرید و معتمد خویش مع اصحاب و شاگردان باب پنجاہ [53]
و سوم در حقیقت صحبت و انچہ درو ست از خیر و شر باب
پنجاہ و چہارم [54] در ادائے حقوق صحبت و اخوت فی اللہ
باب پنجاہ و پنجم [55] در آداب صحبت و اخوت باب پنجاہ و [56]
ششم در شناخت انسان نفس خود را و مکاشفات
صوفیہ وغیرہ باب پنجاہ و ہفتم [57] در شناخت خواطر و تفصیل و
تمیز آن باب پنجاہ و ہشتم [58] در شرح حال و مقام و فرق میان
آنہا باب پنجاہ و نہم [59] در اشارت بسوے مقامات
بر سبیل اختصار و ایجاز باب شصتم [60] در ذکر اشارات
مشایخ در مقامات علی الترتیب باب شصت و یکم [61]
در ذکر احوال و شرح آن باب شصت و دوم [62] در شرح
کلماتے کہ مشیر اند بسوے بعض احوال در اصطلاح صوفیہ
باب شصت و سوم [63] در ذکر چیزے از بدایات و نہایات و صحت آن

معاونت شب بیداری کے ذکر مین سینتالیسوان
باب اعمال و آداب شب بیداری کے ذکر مین
اڑتالیسوان باب تقسیم قیام شب مین انچاسوان
باب دن کے استقبال اور اوسکے آداب مین پچاسوان
باب تمام دن کے اعمال اور تقرر اوقات مین باب
اکاون آداب مرید با شیخ مین باب باون آداب شیخ با مرید
و معتمد و شاگرد کے بیان مین۔ باب ترپن حقیقت
صحبت اور اوسکی اچھائی و برائی کے بیان مین باب چون
ادائے حقوق صحبت و اخوت فی اللہ مین باب پچپن
آداب صحبت و اخوت مین باب چھپن شناخت نفس
اور مکاشفات صوفیہ کے بیان مین باب ستاون
خواطر کی شناخت اور اوسکی تفصیل و تمیز کے بیان
مین باب اٹھاون حال و مقام کی شرح اور انمین فرق کے
بیان مین باب انسٹھ اونکے مقامات کا مختصر بیان
باب ساٹھ ذکر اشارات مشایخ متعلق بمقامات علی الترتیب
باب اکسٹھ ذکر و شرح حالات مین باب باسٹھ اون کلمات
کی شرح مین جو بعض حالات کی طرف اصطلاح صوفیہ
مین اشارہ کرتے ہین باب ترسٹھ کچھ ابتدائی و
انتہائی باتون اور اون کی صحت کے ذکر مین۔

قوله فَهٰذِهِ الأَبْوَابُ تَحَرَّرَتْ بِعَوْنِ اللهِ تَعَالَى مُشْتَمِلَةً عَلَى بَعْضِ عُلُومِ الصُّوفِيَّةِ وَ أَحْوَالِهِمْ وَ مَقَامَاتِهِمْ وَ آدَابِهِمْ وَ أَخْلَاقِهِمْ وَ غَرَائِبِ مَوَاجِيدِهِمْ وَ حَقَائِقِ مَعْرِفَتِهِمْ وَ تَوْحِيدِهِمْ وَ دَقِيقِ إِشَارَاتِهِمْ وَ لَطِيفِ اصْطِلَاحَاتِهِمْ

اقول پس این بابہا اندکہ نوشتم بہ توفیق حق
شامل بر بعض علوم و احوال صوفیہ زیرا کہ
علوم و کمالات صوفیہ دریاے ناپیداکنار
است عبور آن بجز ناخداے کشتی شکستگان
حدوث و امکان دیگرے را میسر
نیست۔

تو یہ وہ باب ہین جن کو مین نے بتوفیق الٰہی بعض علوم
و احوال و مقامات و آداب و اخلاق و وجدان و
حقایق و معارف و توحید و اشارات دقیق و اصطلاحات
لطیف حضرات صوفیہ پر لکھا کیونکہ علوم و کمالات
حضرات صوفیہ دریاے ناپیداکنار ہین جس سے عبور بمدد
اوس ناخداے کشتی شکستگان حدوث و امکان کی میسر نہین

قوله فَعُلُومُهُمْ كُلُّهَا أَنْبَاءٌ عَنْ وِجْدَانٍ وَ اعْتِزَاءٌ عَلَى عِرْفَانٍ

اقول الانباء الاخبار یعنی علوم صوفیہ مخبر اند
از وجدان نہ برہان و نسبت کنندہ اند بعرفان
مصدر بمعنی اسم فاعل است۔

انباء بمعنی اخبار یعنی علوم حضرات صوفیہ وجدان سے
مخبر اور عرفان سے منسوب ہین نہ برہان سے مصدر
اسم فاعل کے معنے مین ہے

قوله وَ ذَوْقٌ تَحَقَّقَ بِصِدْقِ الْحَالِ وَ لَمْ يَفِ بِاسْتِيفَاءِ كُنْهِهِ صَرِيحُ الْمَقَالِ

یعنی و علوم شان ذوق است و ثابت شدہ
بصدق حال و نہ کفایت کردہ است باستیفاء او
گفتگوی صریح یعنی بعبارت صاف بیان آن تمام
و کمال نمی شود و مراد از ذوق چیزیست کہ حاصل
شود از ثمرات تجلی و نتائج و حال انچہ فرود آید بر قلب

یعنی اون کے علوم ذوقی اور سچے ہین جنکے پورے طور
پر بیان کرنے کو صریح گفتگو کافی نہین یعنی صاف
عبارت مین اوس کا پورا بیان نہین ہوسکتا
اور ذوق وہ ہے جو ثمرات تجلی و نتائج کشف
سے حاصل ہو اور حال وہ ہے جو دل پر

ازسرت وانشراح وحزن وقبض وبسط وخوف
ورجاء وآراده وطلب وشوق ازکشف انوار و
ذوق اسرار ورنه محض وسوسهٔ خیال است و
تحقیق انیق این ازکتب باید طلبید مختصر مناسب
مقام آنکه بعضے گفته اند که التجلی دفع حجب
البشریة لان ینور ذات الحق وتجلی سه
قسم است یکے تجلی ذات وعلامتش اگر از بقاے
وجود سالک چیزے مانده باشد فناے ذات و
تلاشی صفات است درسطوات انوار وآن را صعقه
گویند چون حال موسی که او را دین تجلی از خود لبستند
وفانی کردند فلما تجلی ربه للجبل جعله
دکا وخر موسی صعقا چون از حق سبحانه
طلب رویت ومشاهدهٔ ذات کرد وهنوز به بقا
بعد الفناء نرسیده وبقایائے صفات وجودش
برقرار بود بدلالت ارنی بوقت تجلی نور ذات
طور نفس وجودش متلاشی ومندک گشت وبقیه
که طلب رویت ومشاهده بود برخاست واگر
از بقایائے وجود فانی بکلی منخلع شده باشد
وحقیقتش بعد از فناء وجود به بقاء مطلق واصل گشته

بوجه مسرت وانشراح وحزن وقبض وبسط وخوف ورجا
وارادہ وطلب وشوق کشف انوار و ذوق اسرار نازل ہو
ورنہ محض وسوسۂ خیال ہے جسکی پوری تحقیق کتابون
مین دیکھنا چاہیے مختصر مناسب مقام یہ ہے کہ بعض کہتے
ہین کہ تجلی رفع حجابات بشریت ہے تاکہ ذات حق روشن
ہوجاے اور تجلی کی تین قسمین ہین ایک تجلی ذاتی
جس کی علامت یہ ہے کہ اگر کچھ بھی وجود سالک
باقی رہ گیا تو سطوات انوار مین فناے ذات و
تلاشی صفات ہے اور اس کو صعقہ کہتے ہین جس طرح
حضرت موسے علیہ السلام اس تجلی سے بیخود اور فانی
ہوگئے جب اوسکے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوسے
ریزہ ریزہ کردیا اور موسے بیہوش ہوکر گرے چونکہ خدا
سے اونھون نے رویت ومشاہدۂ ذات چاہا تھا
اور مرتبۂ بقا بعد الفنا پر پہونچے نہ تھے اور بدلالت ارنی
بقایاے صفات وجود برقرار تھے نور ذات کی تجلی سے
طور نفس وجود ریزہ ریزہ ہوگیا جو کچھ مشاہدہ ورویت
کی طلب باقی تھی وہ جاتی رہی اور اگر وجود
فانی کچھ بھی باقی نہ رہا اور اوس کی حقیقت
فنا ہوکر وجود باقی سے مل گئی —

بنور ازلی ذات ازلی را مشاهده کند این خلعتے است
خاص که رسول الله صلعم را بخشیدند وشربتے است
خاص که او را چشانیدند واز صبابات این جام
خاص جرعه در کام جان متابعان او ریختند تا
فرمود صلعم که اعبد الله کانک تراه واین معنی
اقتضاے تفضیل ولی بر نبی نمی کند چه ولی این
مرتبه بخود نیابد بلکه بکمال متابعت رسول یابد
عبد الله ابن عمر رضی در طواف بود یکے برو
سلام کرد جواب نه داد بعد از آن باوے اظهار
شکایت کرد عبد الله گفت کنا نری الله فی
ذلك المكان قسم دوم تجلی صفات است و
علامت آن اگر ذات قدیم بصفات جلال تجلی
کند از عظمت وقدرت وکبریا وجبروت خشوع و
خضوع بود اذا تجلی الله لشیء خضع له
واگر بصفات جمال تجلی کند از رافت ورحمت و
لطف وکرامت انس وسرور بود ومعنی این نه آنست
که ذات ازلی تعالے وتقدس به تبدل وتحول
موصوف بود تا وقتے بصفت جلال ووقتی بصفت جمال
متجلی شود لیکن بمقتضاے مشیت وخلاف استعداد

تو نور ازلی سے ذات ازلی کا مشاہدہ کریگا اور یہ وہ خاص
خلعت ہے جو رسول اللہ صلعم کو عطا فرمایا گیا اور وہ
مخصوص شربت ہے جو اونھین کو پلایا گیا اور اوسی کے
چند گھونٹ اونکے تابعین کو پلائے گئے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اوسکو دیکھتے ہو اور
اس سے ولی کی فضیلت نبی پر نہین پائی جاتی کیونکہ
ولی کو یہ مرتبہ خود نہین ملتا بلکہ آنحضرت صلعم کی کمال
متابعت سے ملتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر ایک
وقت طواف کعبہ کر رہے تھے کسی نے اونھین سلام
کیا اونھون نے جواب دیا دوسری بار اوسکی شکایت کرنے
فرمایا کہ مین اللہ کو اس مکان مین دیکھ رہا تھا دوسری قسم تجلی
صفات ہے جسکی علامت یہ ہے کہ اگر ذات قدیم بصفات
جلال یعنی عظمت قدرت وکبریا وجبروت متجلی ہو تو خضوع
وخشوع ہوتا ہے اللہ جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ اوسکے
لیے پست ہوجاتی ہے اور اگر بصفات جمال یعنی رافت و
رحمت ولطف وکرامت تجلی کرتا ہے تو انس وسرور ہوتا ہے
جسکے معنے یہ نہین ہین کہ ذات ازلی تبدل وتحول سے
موصوف ہوکر کبھی بہ جلال اور کبھی بکمال متجلی ہوتی
ہے بلکہ بہ تقضاے مشیت واختلاف استعداد

گاہے صفت جلال ظاہر بود وصفت جمال
باطن و گہے برعکس قسم سوم تجلی افعال است وعلامت
آن قطع نظر از افعال خلق واسقاط اضافت خیر
وشر ونفع وضر واستواء مدح وذم وقبول ورد خلق
بود چہ مشاہدہ مجرد فعل آلہی سالک را از اضافت
احوال بخود معزول گرداند واول تجلی کہ بر سالک
آید در مقامات سلوک تجلی افعال بود آنگاہ تجلی
صفات وبعد ازان تجلی ذات زیراکہ افعال آثار
صفات اند وصفات مندرج ذات پس افعال
بخلق نزدیکتر از صفات بود وصفات نزدیکتر
از ذات وشہود تجلی افعال را محاضرہ خوانند و
شہود تجلی صفات را مکاشفہ وشہود تجلی ذات را
مشاہدہ ومشاہدہ حال ارواح است ومکاشفہ
حال اسرار ومحاضرہ حال قلوب وبعضے گفتہ اند

علامۃ تجلی الحق للاسرار ہوان لایشہد
السر ما یتسلط علیہ التعبیر ویحومہ
الفہم فمن عبر او فہم فحاضر استدلال
لا ناظر اجلال ومشاہدہ از کسے درست می آید
کہ بوجود مشہود قایم بود نہ بخود چہ حدثانی را طاقت

کبھی صفت جلال ظاہر ہوتی ہے اور صفت
جمال باطن اور کبھی برعکس تیسری قسم تجلی افعال
ہے جس کی علامت یہ ہے کہ افعال خلق سے قطع نظر
ہو اور اضافت خیر وشر ونفع وضر ساقط ہو جائے اور
قبول ورد خلق کی پروا نہ رہے کیونکہ صرف فعل آلہی کا
مشاہدہ سالک کو اپنی جانب حالات منسوب کرنے سے
معزول کردیتا ہے سالک پر مقامات سلوک مین
پہلے تجلی افعالی ہوتی ہے پھر صفاتی پھر ذاتی کیونکہ
افعال آثار صفات اور صفات شامل ذات ہین تو
افعال صفات سے قریب اور صفات ذات مین شامل
ہین شہود تجلی افعالی کو محاضرہ اور شہود تجلی صفاتی
کو مکاشفہ اور شہود تجلی ذاتی کو مشاہدہ کہتے
ہین مشاہدہ ارواح کا اور مکاشفہ اسرار کا اور
محاضرہ قلوب کا حال ہے اور بعضون کے نزدیک

اسرار پر تجلی حق کی علامت یہ ہے کہ سر اوس کے
مشاہدہ کی تعبیر نہ کر سکے اور نہ سمجھ مین وہ آوے
تو جس نے تعبیر کی یا سمجھا وہ حاضر استدلال ہے
نہ ناظر اجلال اور مشاہدہ حقیقی وہ ہے جو بوجود
مشہود قایم ہو نہ بخود کیونکہ حادث کو طاقت

تجلی نور قدم نتواند بود تا شاہد در مشہود فانی نشود
وبدو باقی نگردد مشاہدہ او نتواند کرد آوردہ اند کہ
قومے از قبیلۂ مجنون بعد از مشاہدۂ آثار حرقت
فراق وشدت اشتیاق بر چہرۂ حال مجنون روزے
بشفاعت بسوے قبیلۂ لیلے رفتند وگفتند
چہ شود اگر لحظۂ دیدۂ مجنون بہ مشاہدۂ
جمال لیلے منور گردد قوم گفتند ازین قدر
خستے نیست ولیکن مجنون خود طاقت دیدار
لیلے ندارد آخر او را حاضر کردند وگوشۂ خرگاہ
لیلے بر داشتند نظرش بر عطف دامن لیلے
افتاد بیہوش گردید فی الجملہ ہرگاہ حق
بافعال خود متجلی شود افعال خلق دران
مستتر گردند وہرگاہ بہ صفات متجلی بود صفات
وافعال خلق ہر دو مستتر گردند وہرگاہ بذات متجلی
شود ذات وصفات وافعال خلق ہر سہ مستتر
گردند وحکیم مطلق از جہت عالم حکمت وتوسیع
آثار رحمت بر خواص حضرت خود بقایاے صفات
نفوس کہ منشا استتار اند باقی گذارد تا رحمتے بود ہم
درحق ایشان وہم درحق دیگران اما درحق ایشان

تجلی نور قدیم کی تا وقتیکہ وہ مشہود مین فانی اور
اوسی سے باقی نہو دشوار ہے چنانچہ بیان کرتے ہین
کہ جب مجنون کے قبیلہ والون نے مجنون کی حرقت
فراق وشدت اشتیاق دیکھی تو ایک روز قبیلۂ لیلے
مین سفارش کرنے گئے جاکر کہا کہ اگر مجنون کچھ دیر
لیلے کی زیارت کرلے تو کیا حرج اونھون نے کہا کہ
کچھ حرج نہین مگر مجنون کو خود دیکھنے کی طاقت
نہین۔ آخر مجنون کو بلایا اور لیلے کے خیمے
کا کونہ اوٹھایا جب اوس کی نظر لیلے کے
دامن پر پڑی تو بیہوش ہوگیا۔ غرض
حق کی تجلی افعالی مین خلق کے محض
افعال اور تجلی صفاتی مین افعال و
صفات دونون اور تجلی ذاتی مین
ذات وصفات وافعال تینون چھپ جاتے ہین
اور حکیم مطلق بسبب عالم حکمت ووسعت
آثار رحمت اپنے خاص لوگون پر اون کے
صفات (جو منشاے استتار ہین) باقی رہنے
دیتا ہے جو اون کے نیز دوسرون کے
لیے رحمت ہے اون کے حق مین تو اس لیے

بمصالح نفوس قیام نمایند و به بقاے آن درجات
قرب حاصل کنند واما درحق دیگران تا در عین
فنا در بحر جمع متلاشی ومستغرق نشوند و وجود ایشان
سبب انتفاع دیگران بود و بر بعضے از علماے
صاحب دل بر آنند کہ استغفار آنحضرت طلب
این ستر بود تا مستغرق عین شهود نگردد و به رابطہ
وجود بشریت مردم ازو منتفع شوند و حق تعالے
به جنسیت نفس رسول بر امت منت نهاد آنجا کہ
فرمود لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز
علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف
رحیم ومراد از حال پیش صوفیه واردات غیبی اند
از عالم علوی کہ گاه گاه بدل سالک از مقام اعلے
بادنے فرود آمده فرامی برد برهان طریقت جنید
رحمة الله علیه فرمود الحال نازلة تنزل بالقلب
ولا تدوم ومراد از مقام مرتبه ایست از مراتب
سلوک کہ در تحت قدم سالک آید و محل استقامت
او گردد و زوال نپذیرد پس حالے کہ نسبت بفوق
دارد و در تحت تصرف سالک نیاید بلکہ وجود سالک

کہ اپنے ذاتی مصالح پر قائم رہکر اوس کے بقا سے
درجات قرب حاصل کرین اور دوسرون کے
حق مین اس لیے تاکہ وہ عین فنا مین بحر جمع مین
مستغرق ہون اور اون کے وجود سے دوسرون کو
فائدہ پہونچے بعض علماء صاحب دل کے نزدیک
آنحضرت صلعم کا استغفار اسی لیے تھا تاکہ عین شہود
مین مستغرق نہ ہوجائین اور بوجہ رابطۂ وجود بشری
آپ سے لوگ فائدہ اوٹھائین اور خداوند تعالے
نے بوجہ جنسیت ذات اقدس آنحضرت صلعم کے امت
پر احسان کیا چنانچہ فرمایا لقد جاءکم رسول[1]
اور صوفیہ کے نزدیک حال سے مراد واردات
غیبی عالم علوی ہین جو کبھی کبھی سالک کے دل
پر نازل ہوکر ادنے مقام سے اعلے مقام
پر لیجاتے ہین برہان طریقت حضرت جنید بغدادی
فرماتے ہین کہ حال وہ ہے جو قلب پر نازل ہو مگر ہمیشہ
نہ رہے اور مراتب سلوک مین مقام ہی وہ مرتبہ مراد ہے جو سالک
کی زیر قدم آئے اور اُسکا محل استقامت ہو اور زائل نہو تو حال
ہی جو منسوب بفوق ہو اور سالک کے تصرف مین نہ آئے بلکہ وجود سالک

[1] البتہ آیا ہے تمھارے پاس رسول تمھین مین سے بھاری ہوتی ہے اوس پر جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے تمھاری ایمان والون پر شفقت رکھتا اور مہربان ہے ۱۲

محل تصرف او بود و مقام کہ نسبت بہ تحت دارد
محل تصرف سالک بود و ازین جهت صوفیه گفته
اند الاحوال مواهب والمقامات مکاسب
با آن کہ هیچ مقام از مداخلت حالی خالی نباشد
و هیچ حال از مقارنت مقامی جدا نه و منشأ
اختلاف اقوال مشایخ قدس الله اسرارهم در
احوال و مقامات ازین جاست کہ یک چیز را بعضے
حال خوانند و بعضے مقام چه جملهٔ مقامات در بدایات
احوال باشند و در نهایات مقام شوند چنانکه توبه
و محاسبه و مراقبه هر یک بابتدا حالے بود در صدد
تغیر و زوال وانگاه بمقارنت کسب مقام گردد پس
جملهٔ احوال محفوف بود به مکاسب و جملهٔ مقامات
محفوف بود به مواهب و فرق آنست کہ در احوال
مواهب ظاهر بود و مکاسب باطن و در مقامات
مکاسب ظاهر بود و مواهب باطن و بعضے مشایخ
خراسان گفته اند کہ الاحوال مواریث الاعمال
وازین جاست قول حضرت علی بن ابی طالب
کرم الله وجهه سلونی عن طرق السموات فانی
اعرف به من طرق الارض یعنی طرق وصول

اوس کا محل تصرف ہو اور مقام وہ ہے جو منسوب
بہ تحت ہو اور سالک کا محل تصرف اسی لیے صوفیہ
کے نزدیک حالات مواہب اور مقامات مکاسب ہین
باوجودیکہ کوئی مقام کسی حال کی مداخلت سے خالی
نہین ہوتا اور نہ کوئی حال مقام سے علیحدہ اور احوال
مقامات مین مشایخ کے اختلاف اقوال کا منشا یہین
سے ہے کہ ایک چیز کو بعض حال کہتے ہین اور بعض
مقام کیونکہ کل مقامات ابتدا مین حالات ہوکر انتہا مین
مقامات ہو جاتے ہین جیسے توبہ و مراقبہ و محاسبہ
کہ ہر ایک ابتدا مین حال قابل تغیر و زوال
ہوتا ہے پھر کسب واکتساب سے مقام ہو جاتا ہے
تو کل حالات مکاسب پر موقوف اور کل مقامات
مواہب مین مخفی ہوتے ہین فرق یہ ہے کہ حالات
مین مواہب ظاہر اور مکاسب باطن اور مقامات
مین مکاسب ظاہر اور مواہب باطن ہوتے ہین
اور بعض مشایخ خراسان کہتے ہین کہ حالات مورث
اعمال ہین اور اسی لیے حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کا یہ
ارشاد ہے کہ آسمانون کے رستے مجھسے پوچھو کیونکہ مین زمین کے راستون سے
زیادہ اُنکو جانتا ہون یعنی حالات پر پہونچنے کے طریقے

باحوال کہ بجہت فوقیت نسبت بہ سموات دارند
از من بپرسید کہ من می شناسم آن را بطرقے کہ از
جہت تحتیت نسبت بزمین دارند و آن مقامات
اند از توبہ و زہد و صبر و غیر آن کہ وسایط استنزال
احوال اند و بعضے مشائخ برآنند کہ حال آن ست کہ
ثبات و استقرار نیابد بلکہ چون برق پدید آید و زائل
گردد و اگر باقی و ثابت ماند حدیث النفس بود و بعضے
برآنند کہ تا ثابت و باقی نشود آن را حال نخوانند چہ
حلول اقتضاے ثبوت کند و چیزے کہ چون برق
لامع گردد و فی الحال منطفی شود اسم حال برو راست
نیاید و این مذہب اختیار حضرت شیخ صاحب العوارف
است کہ فرمود بقاے حال نایہ حدیث النفس نشود
اگر حالے ضعیف کہ نفس قوی آن را در وقت لمعان
سلب کند و اما احوال قویہ ہرگز ممتزج بہ نفس نشوند
چنانکہ روغن بہ آب و ہر وارد ے کہ چون برق
لامع گردد و در حال منطفی شود آن را بہ اصطلاح متصوفہ
لائح و لامح و طالع و طارق خوانند ظہور آن مستعقب
خفا بود و کشف مستلزم استتار چنانکہ ابو عثمان حیری
گفتہ منذ اربعین سنۃ ما اقامنی اللہ

جو بسبب فوقیت سموات سے نسبت رکھتے ہین مجھسے پوچھو
کہ مین اونکو جانتا ہون بہ نسبت اُن طریقون کے جو
بوجہ تحتیت زمین سے نسبت رکھتے ہین اور وہ مقامات
توبہ و زہد و صبر وغیرہ ہین جو حالات وارد ہونے کا ذریعہ
ہین اور بعض مشائخ کے نزدیک حال وہ ہے جو قائم
نہو بلکہ بجلی کی طرح ظاہر ہوکر زائل ہوجائے اور اگر باقی
رہے تو وہ حدیث نفس ہے اور بعض کے نزدیک
تا وقتے کہ قائم نہو اوسے حال نہ کہین گے کیونکہ حلول
مقتضی ثبوت ہے اور جو چیز بجلی کی طرح چمک جاے
اوسے حال کہنا ٹھیک نہین اور یہی حضرت شیخ
صاحب عوارف کا مذہب ہے فرماتے ہین کہ بقاے
حال مایۂ حدیث نفس نہین ہوتا البتہ حال ضعیف
جسے نفس قوی چمک کے وقت سلب کرتا ہے لیکن
قوی حالات ہرگز نفس سے نہین ملتے جس طرح
تیل پانی مین اور جو وارد بجلی کی طرح چمک جائے اُسکو
اصطلاح صوفیہ مین لائح و لامح و طالع و طارق کہتے
ہین جسکے ظہور و کشف کے ساتھ ہی خفا و استتار ہوتا ہے
چنانچہ حضرت ابو عثمان حیری نے فرمایا کہ چالیس
سال سے جس حال مین مجھے اللہ نے رکھا

فی حال فکرھتہ و این اشارت است بدوام
رضا و شک نیست کہ رضا از جملہ احوال است پس
دوام حال مستلزم حدیث نفس نبود و ہمچنین اختلاف
کردہ اند دران کہ سالک را تصحیح مقامیکہ قدمگاہ
اوست پیش از ترقی بمقام فوق آن ممکن بود
یا نہ حضرت جنید رح گفتہ است کہ ممکن است کہ بندہ
از حالے بحالے ارفع ازان ترقی کند پیش ازانکہ حال
اول تمام شود بلکہ ہنوز بقیۂ ازان برو ماندہ بود
و چون بحالے فوق آن ترقی کند ازانجا بر حال اول
اطلاع یابد و آن را تصحیح کند و خواجہ عبد اللہ
انصاری رح گفتہ کہ تصحیح ہیچ مقامے ممکن نبود
الا بعد از ترقی بمقامے فوق آن تا سالک از مقام
اعلے بہ مقام ادنے نگردد و آن را تصحیح کند و حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی رح بران ست کہ ہیچ
سالک را پیش از تصحیح مقام کہ قدمگاہ اوست
ترقی بمقام فوق آن میسر نشود و لیکن قبل ترقی
از مقام اعلے حالے برو نازل شود کہ بواسطہ
نزول آن مقام بروے مستقیم گردد و یا ترقی او
از مقامے بہ مقامے بہ تصرف حق و موہبت الٰہی

مین نے اوسے برا نہ جانا اور اس سے دوام رضا
کی طرف اشارہ ہے اور اسمین شک نہین کہ رضا بھی
منجملہ حالات ہے تو دوام حال مستلزم حدیث نفس نہین
اور اسی طرح اس مین بھی اختلاف ہے کہ سالک کو اوس
مقام کی تصحیح جو اوسکا قدمگاہ ہے اوس سے اعلے
مقام پر ترقی سے قبل ممکن ہے یا نہین حضرت جنید رح
کے نزدیک تو ممکن ہے کہ بندہ ایک حال سے دوسرے
حال پر جو اوس سے اعلے ہے پہلے حال کے تمام ہونے
بلکہ ہنوز کچھ باقی رہجانیکے قبل ترقی کرے اور جب اوس
حال سے ترقی کرتا ہے تب پہلے حال کی اطلاع پاتا
اور اوس کی تصحیح کرتا ہے اور حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری
فرماتے ہین کہ کسی مقام کی تصحیح بلا اوس سے اعلے مقام
پر ترقی کیے ممکن نہین جبتک سالک اعلے سے ادنے
مقام کی طرف واپس نہوگا تصحیح نہ کریگا اور حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی رح فرماتے ہین کہ کسی سالک کو اوس
مقام کی تصحیح سے پہلے جو اوسکا قدمگاہ ہے اعلے مقام
پر ترقی میسر نہین ہوتی مگر ترقی سے پہلے اعلے مقام سے ایک
حال اُسپر نازل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ اُس مقام پر قائم ہوجاتا ہے
یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر اُسکی ترقی تصرف حق و موہبت الٰہی

بود نہ بکسب خود تا ترقی از ادنے بہ اعلے نزدیک
نشود از اعلے بادنے حالے نازل نگردد وحمل
تقرب بندہ بخدا و تقرب خدا بہ بندہ در حدیث
من تقرب الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعاً بر
مقامات واحوال کردن مطابق است بہ تقرب
بندہ بکسب و سلوک در مقام خود مستجلب جذبۂ الٰہی است
در صورت نزول حال۔ مولانا محمد امین نقشبندی در
رسالہ می نگارد و باید دانست کہ دیدن مقام دیگر است
و رسیدن بہ آن دیگر و تمکن و تحقق دران دیگر دیدن
تعلق بہ علم دارد و رسیدن بہ عمل و تمکن و تحقق بحال
مثلاً اول مقامات توبہ است پس دیدن این مقام
بمعنی دانستن است یعنی حقیقت توبہ چیست چون
حقیقت آن را دانست گویا آن را دید و رسیدن
بآن مقام بمعنی عمل کردن است و مقتضاے آنچہ
لازمۂ این مقام است بہ عمل و تکلف و تمکن و تحقق
درین مقام باین معنی است کہ آنچہ مقتضاے
آن مقام است بے عمل و بے تکلف از سر حال
وازروی ذوق ازان بوقوع آید وقس علی ہذا

سے ہونہ اپنے کسب سے اور جب تک ادنے سے اعلے
پر ترقی قریب نہین ہوتی تب تک اعلے سے ادنے پر
کوئی حال نازل نہین ہوتا اور حمل تقرب بندہ بخدا
و تقرب خدا بہ بندہ حدیث من تقرب الخ مین
مقامات واحوال پر کرنا درست ہے کیونکہ بندہ کا
اپنے مقام پر کسب و سلوک سے تقرب حال نازل ہونے
کی صورت مین جاذبۂ الٰہی کا مستجلب ہے۔ مولانا
محمد امین نقشبندی رسالہ مین لکھتے ہین کہ دیکھنا اور
مقام ہے اور اوس پر پہونچنا اور مقام اور اوسمین ٹھہرنا
اور مقام ہے دیکھنا علم سے متعلق ہے اور پہونچنا
عمل سے اور ٹھہرنا حال سے مثلاً پہلا مقام توبہ ہے
تو اوس مقام کا دیکھنا اوس کا جاننا ہے یعنی یہ کہ
توبہ کی حقیقت کیا ہے جب اُس کی حقیقت
جان گیا تو گویا اوس مقام کو دیکھا اور اوس
مقام پر پہونچنا اوس کے لوازم و مقتضیات پر
عمل کرنا ہے اور ٹھہرنا یہ ہے کہ اوس کے
مقتضیات بلا عمل و تکلف ذوقاً و حالاً
اوس سے واقع ہون اور اسی پر ——

۱؎ جو شخص میری طرف بالشت بھر قریب ہوا مین اوس کی طرف گز بھر قریب ہوتا ہون ۱۲

مقام الزھد والتوکل والصبر والشکر
والرضا وغیرھا و چون کسے نیک تامل می کند
می یابد در ہر مقامے از مقامات سہ حال را کہ مذکور
اند در مقام توبہ پس مقام عبودیت کہ اعلے و
ارفع مقامات است دران مقام نیز این سہ
حالت است دیدن و رسیدن و متمکن و متحقق شدن
دیدن مقام بمعنی دانستن آن مقام است و تمکن
و متحقق شدن یعنی آنکہ صدور حسنات و خیرات و
مبرات حق او را حال شود و مقتضاے این مقام
عبودیت است ہر کہ باین مقام می رسد و متمکن و
متحقق می شود در ہمہ حال تفتیش احوال لازم او گردد
یعنی ہموارہ نفس خود را متہم داشتہ جست وجوے
عبودیت نفس خود می کند ہر چند بہ عنایت لطف
و کرم حق سبحانہ از عیوب پاک شدہ باشد اما خود را
خالی از عیب و تقصیر نمی داند و اعتراف بہ تقصیرات
و ذنوب شیوۂ خود ساختہ از شر نفس و شیطان
پناہ بہ خداے تعالے می جوید کما دل الحدیث
الآتی عن ابی ھریرۃ قال قال ابوبکر
یارسول اللہ امرنی بشیء اقولہ اذا اصبحت

زہد و توکل و صبر و رضا و شکر وغیرہ کو قیاس کرنا
چاہیے اور غور کرنے سے ان مقامات مین سے
ہر مقام مین یہ تینون حال پائے جاتے ہین تو مقام
عبودیت جو تمام مقامات سے اعلے ہے اوس مین
بھی یہی تینون حالتین ہین دیکھنا اور پہونچنا
اور ٹھہرنا مقام دیکھنا یعنی اوس کا جاننا اور
اوس مین قائم ہونا یعنی صدور حسنات و خیرات
و مبرات حق اوس کا حال ہو جاے اور اس کا
مقتضا عبودیت ہے جو کوئی اس پر پہونچا اور
قائم ہوتا ہے تو ہر وقت کی تفتیش حال اوس پر
لازم ہو جاتی ہے یعنی ہمیشہ وہ اپنے نفس کو متہم
رکھکر اوس کی عبودیت کی جستجو کیا کرتا ہے اگرچہ
بعنایت الٰہی تمام عیوب سے پاک بھی ہو جاے
تو بھی خود کو قصوروار و خاطی پاتا ہے اور خدا سے
ہر وقت نفس و شیطان کے شر سے پناہ مانگتا
رہتا ہے جس پر حضرت ابوہریرہ کی یہ
حدیث دلالت کرتی ہے اونھون نے فرمایا کہ
حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے
کوئی ایسی چیز بتائیے جسے مین صبح و شام

امسیت قال قل اللھم یا عالم الغیب والشھادۃ
فاطر السموات والارض رب کل شیء اشھد
ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن
شر الشیطان وقلہ اذا اصبحت واذا امسیت
واذا اخذت مضجعک رواہ الترمذی وابن
ماجۃ وابو داؤد والدارمی ونیز باید دانست کہ
خضوع وخشوع وانکسار وادب حرمت وخشیت لازم
وقت صاحب این مقام می گردد قال اللہ تعالی
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال صلی اللہ
علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ واخشکم بہ و
قیل سئل ولی من اولیاء الکبار ما التصوف
قال التصوف کلہ ادب پس ہر کہ تامل در آیات
واقوال مشایخ می کند میداند کہ مقتضاے عبودیت
چیست اگر کسے گمان برد کہ بمقام عبودیت
رسیدہ ام باید دید کہ مقتضیات این مقام از لوازم و
شرایط آن اگر ازو ادا شوند باید دانست کہ تمکن و
تحقق دارد ورنہ نہ واما رسیدن وتمکن وتحقق شدن
از آثار وعلامات است چون آثار وعلامات یافتہ شود

پڑھا کرو ۔ آپ نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ یَا[1]
عالم الغیب والشہادۃ الخ صبح وشام
اور سوتے وقت پڑھا کرو اسے ترمذی وابن ماجہ
وابو داؤد ودارمی نے روایت کیا اور خشوع و
خضوع وانکسار وادب وحرمت وخوف اوس
مقام والے کے لازم حال ہو جاتے ہیں۔ اللہ
تعالے فرماتا ہے کہ اللہ سے اوس کے عالم
بندے ہی ڈرتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کو جانتا اور اوس
سے ڈرتا ہوں ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ
تصوف کیا ہے فرمایا کہ تصوف بالکل ادب ہے
تو جو کوئی آیات واقوال مشایخ میں غور کرتا ہے
وہ جانتا ہے کہ مقام عبودیت کا مقتضا کیا ہے
اگر کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ میں مقام عبودیت
پر پہونچ گیا تو دیکھنا چاہیے کہ مقتضیات عبودیت
اُس سے ادا ہوتے ہیں یا نہیں اگر ادا ہوتے ہوں
تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اُس پر متمکن ہے ورنہ نہیں کیونکہ
پہونچنا اور ٹھہرنا اُسکے آثار وعلامات ہیں جب وہ نہ پائی جائینگے

لہ اے اللہ اے غیب وشہادت کے جاننے والے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے پروردگار ہر چیز کے گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود ہے مگر اللہ پناہ مانگتا ہوں میں اپنے نفس کی برائی اور شیطان کی برائی سے ۱۲

پس تمکن وتحقق معلوم پس طالب صادق را باید
کہ برسیدن ہر مقام خرسند ودربند نشود بلکہ بر حصول
آن مقام شکر ایزدی بجا آورده سعی نماید کہ بآن
مقام رسد ورسیدن را غنیمت شمرد ولکن مقتضاے
علو ہمت آن است کہ بآن نیز اکتفا نکند بلکہ سعی
نماید کہ دران متمکن ومتحقق گردد وبہ مضمون آیۂ
کریمہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ
سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی
وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی مشرف وبہرہ مند شود
اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

تو تمکن بھی نہ پایا جائیگا لہذا طالب صادق
کو سیر مقامات پر مطمئن وخوش نہ ہونا چاہیے
بلکہ اوس کے حصول پر خدا کا شکر اور اس کی
کوشش کرنا چاہیے کہ اوس مقام پر پہونچ جاے
اور پہونچنے کو غنیمت سمجھے مگر مقتضاے علو ہمت
تو یہ ہے کہ اوس پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اوسمیں
ٹھہرنے کی کوشش کرے اور بمضمون آیہ کریمہ
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ[1]
سَوْفَ یُرٰی ۔ الخ ۔ مشرف ہو۔ یا اللہ ہمکو
اپنے پسندیدہ امور کی توفیق دے

قولہ لِاَنَّھَا مَوَاھِبُ رَبَّانِیَّۃٌ وَمَنَائِحُ حَقَّانِیَّۃٌ

اقول مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش ومنائح
جمع منحہ بمعنی عنایت یعنی علوم قوم بخششہاے
ربانیہ اند وعنایتہاے حقانیہ کہ بفکر وکسب
حاصل نمی گردد الحق ع این کار دولت است
کنون تا کرا دہند۔

مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش ومنائح جمع منحہ
بمعنی عنایت یعنی علوم قوم خدا کی بخششیں اور
عنایتیں ہیں جو فکر اور کسب سے حاصل
نہیں ہوتیں۔ بے شک یہ بڑی دولت ہے
جس کو چاہیں دیں۔

قولہ اِسْتَنَارَ لَھَا صَفَاءُ السَّرَائِرِ وَخُلُوْصُ الضَّمَائِرِ

اقول فرو دمی آرد آن علوم را صفاے سراز کدورت

یعنی سر کا التفات بغیر کی کدورت سے صاف ہونا

لہ نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو کچھ کہ وہ کوشش کرے اور بے شک عنقریب وہ اپنی کوشش دیکھیگا پھر اوسکو بدلا دیا جائیگا پورا بدلہ اور البتہ طرف پروردگار کے پورا ہونا ہے ۱۲

التفات بالغیر و بہ خلوص دل از ذمائم و رذائل
و بدان کہ در بعضے حواشی عوارف است کہ اعلم
ان السرائر کالمرائی وھی اذ صقلت و قوبلت
فی مقابلۃ بنور الشمس استنزلت تلک
المرائی انعکاس نور الشمس الی عائلۃ و این
جملہ صفت ماقبل خود است اے نزول مواہب
مخصوص است بہ صفاے قلب۔

اور دل کا بری باتون اور کمینہ حرکتون سے پاک
ہونا ان علوم کو اوتار لاتا ہے۔ بعض حواشی
عوارف مین ہے کہ اسرار آئینون کی طرح ہین
کہ جب وہ جلا کرکے آفتاب کے سامنے لائے
جاتے ہین تو اون مین عکس نور آفتاب آجاتا ہے
اور یہ جملہ اپنے ماقبل کی صفت ہے یعنی نزول
مواہب صفاے قلب سے مخصوص ہے۔

قوله فَاسْتَعْفَتْ بِكُنْهِهَا عَنِ الْإِشَارَةِ وَطَفَحَتْ عَلَى الْعِبَارَةِ

اقول الاستعفاء سرکشی کردن و الطفح پر کردن۔
یعنی مشکل گردیدند مواہب از اخبار اشارۃ بذاتہا
و بلند اند از احاطۂ عبارت خلاصہ این کہ بہ علو مرتبت
خویش از عبارت معرا اند و از اشارت مبرا۔

استعفاء سرکشی کرنا اور طفح بھرنا یعنی مواہب اخبار
سے مشکل اور احاطۂ عبارت سے بلند ہین خلاصہ
کہ اپنے علو مرتبت کی وجہ سے عبارت سے معرا
اور اشارہ سے مبرا ہین۔

قوله وَتَهَادَتْهَا الْأَرْوَاحُ بِدَلَالَةِ التَّشَاءُمِ وَالْإِئْتِلَافِ وَكَرَعَتْ حَقَائِقُهَا مِنْ بَحْرِ الْأَلْطَافِ

اقول تہادت مشتق از تہادی بمعنی تحفہ دادن
چنانچہ در حدیث آمدہ تہادوا الخ در بعضی حواشی
عوارف است بدان کہ تہادی فرستادن تحفہ
از جانبین و تشام بمعنی بوئیدن و در اصطلاح صوفیہ
مراد است از کشادن قلب طالب انفاس فطرۃ
را از صفائے باطن و کرع نوشیدن از رو کذا فی المنتخب

تہادت تہادی سے مشتق جس کے معنے تحفہ دینے
کے ہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ آپس مین تحفہ
دو تا کہ محبت بڑھے بعض حواشی عوارف مین ہے
کہ تہادی جانبین سے تحفہ بھیجنا اور تشام بمعنی سونگھنا
اور بہ اصطلاح صوفیہ قلب طالب کا کھولنا انفاس
فطرۃ کو صفا باطن سے اور کرع موںھ سے پینا منتخب

معنی این کہ ہدیہ گرفتند آن مواہب را ارواح
درمیان خود ہا بدولت کشود الفت زیرا کہ ارواح جنود
مجندہ اند آنچہ مقبول خاطر یابند بپذیرند و آنچہ منکر
بود نگیرند پس ائتلاف شان فیمابین تشام روحی
و نفس قدسی است پس مواہب اصفیا و مناتح اولیا
مقربین از ہدایاے ارواح است فیمابین بتشام
روحی و نفس رحمانی کہ تعلق ندارد بکسب و فکر قَدْ عَلِمَ
كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ بیان اینست نوشیدند آن
ارواح از دریاے عنایت ربانی و انوار سبحانی نہ از
حس نفس و تصور عقل لانہ طور وراء طور العقل
و بعد ازین می فرماید

معنے یہ ہے کہ ارواح اون مواہب کو باہمی تحفہ
بدولت کشود الفت لیتے ہین کیونکہ ارواح جنود مجندہ
ہین جو پسند خاطر ہوتا ہے لیتے ہین اور جو ناپسند
ہوتا ہے نہین لیتے تو اون کی باہمی الفت تشام
روحی و نفس قدسی سے ہے تو مواہب اصفیا و
مناتح اولیا مقربین باہمی ہدیہ روحانی بتشام روحی
و نفس رحمانی ہے جو کسب و فکر سے متعلق نہین
قد علم کل اناس مشربهم[1] اسی کا بیان ہے اور اون
ارواح نے دریاے عنایت ربانی و انوار سبحانی
سے نوش کیا۔ حس نفس و تصور عقل سے کیونکہ
یہ ایک طور وراے طور عقل ہے پھر فرماتے ہین

قوله وَقَدِ انْدَرَسَ كَثِيرٌ مِنْ دَقَائِقِ عُلُومِهِمْ كَمَا انْطَمَسَ كَثِيرٌ مِنْ حَقَائِقِ رُسُومِهِمْ

اقول اندراس کہنہ شدن انطماس محو شدن یعنی محو
گشت امروز بسیارے از باریکیہاے علوم شان
چنانکہ کہنہ شدند و بمنزلہ نابود رسیدند بسیارے از
حقایق رسوم شان زیرا کہ ظاہر عنوان باطن است
و در ظاہر از آداب حقایق شان ہیچ باقی نیست
و تائید آورد بقول سلف و گفت۔

اندراس پرانا پڑجانا انطماس مٹ جانا یعنی ان نون
اونکے علوم کی بہت سی باریکیان مٹ گئین جسطرح
بہت سے حقایق رسوم کہنہ و ناپدید ہو گئے۔ کیونکہ
ظاہر عنوان باطن ہے اور بظاہر اون کے آداب
حقایق کچھ بھی باقی نہین اور قول سلف سے
تائید لاکر فرمایا۔

قوله وَقَدْ قَالَ الْجُنَيْدُ عِلْمُنَا هٰذَا قَدْ طُوِيَ بِسَاطُهُ مُنْذُ كَذَا سَنَةً وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ مِنْ حَوَاشِيهِ

[1] بیشک جان لیا ہر شخص نے اپنے مشرب کو؛

وَهٰذَا الْقَوْلُ مِنْهُ فِيْ وَقْتِهٖ مَعَ قُرْبِ الْعَهْدِ بِعُلَمَاءِ السَّلَفِ وَصَالِحِي التَّابِعِيْنَ فَكَيْفَ هٰهُنَا ذٰلِكَ مَعَ بُعْدِ الْعَهْدِ وَقِلَّةِ الْعُلَمَاءِ الزَّاهِدِيْنَ وَالْعَارِفِيْنَ بِحَقَائِقِ عُلُوْمِ الدِّيْنِ

پس تاسف میکند شیخ و میفرماید که قول جنید بغدادی در وقت اوست با قرب زمان تابعین و این منقوض نیست بقوله یقول الجاهل الخ زیرا که آن قول بطریق انکار بود از علماء وقت و حرمان محض از حظوظ نعمت وقت پس قول او وما فقدوا بطریق رد است و این بطریق تاسف و شک نیست که هر قدر که جمال دین و کمال یقین در عهد نبوی و سلف صالح بود بعد او شان نماند پس تاسف کرد و این جایز است و انکار جایز نه چه او محروم میگرداند جهال را از نعمتهای صوفیه و بے شک علماء امت قائم بحق اند پس انکار نیست مگر حرمان محض والحذر منه و چون فارغ شد از مقدمات تالیف متوجه شد بسوی حق و گفت

یعنی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تاسف کرکے فرماتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی کا یہ مقولہ اپنے زمانے مین تھا کہ جب زمانہ حضرات تابعین قریب تھا اور یہ اونکے ارشاد یقول الجاهل کے خلاف نہین کیونکہ وہ ارشاد بطریق انکار علماء وقت سے اور حظوظ نعمت سے حرمان محض کے تھا تو حضرت مصنف کا یہ قول کہ ما فقدوا اتردید ہے اور یہ تاسفًا اور اسمین شک نہین کہ جسقدر جمال دین و کمال یقین زمانہ نبوی صلعم و سلف صالح مین تھا وہ پھر نہین رہا لہذا تاسف جائز ہے انکار جائز نہین کیونکہ وہ جاہلون کو نعمت صوفیہ سے محروم کردیتا ہے اور علماء امت قائم بحق کا انکار بجز بدنصیبی کے اور کچھ نہین جس سے بچنا چاہیے پھر بعد تالیف مقدمات خدا کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہین

قوله وَاللّٰهُ الْمَأْمُوْلُ اَنْ يُّقَابِلَ جُهْدَ الْمُقِلِّ بِحُسْنِ الْقَبُوْلِ

اقول مامول مشتق از امل بمعنی امید و مقل بضم میم و فتح اند و قبول بفتح اول پذیرفتن جمع برین وزن مصدر شاذ است بضمتین پیش آمدن کذا فی الصراح یعنی امید وارم از حق که کوشش قلیل مرا جود و کرم او قبول کند باحسن قبول

مامول امل سے مشتق ہے جسکے معنے امید کے ہین اور مقل بضم و فتح میم اندک اور قبول بفتح اول قبول کرنا اور اس وزن پر مصدر شاذ ہے اور بضمتین پیش آنا صراح یعنی مین خدا سے اسکا امید وار ہون کہ اسکا جود و کرم میری اس قلیل کوشش کو بحسن قبول

خویش فَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرٌ۔

خاتمه بعد ازین قدرے از حال مصنف هم توان نوشت امام یافعی در القاب چنین نوشته اوستاذ زمانه فریدا وانه مطلع الانوار منبع الاسرار دليل الطريقة ترجمان الحقيقة استاذ شيوخ الاكابر الجامع بين علمي الباطن والظاهر قدوة العارفين وعمدة السالكين العالم الرباني شهاب الدين ابو حفص عمر بن محمد البكري السهروردي قدس الله تعالى سره كنيت ایشان ابوحفص و لقب شیخ الشیوخ است نسب شریفش بحضرت صدیق اکبر منتهی میگردد ولادت باسعادت وے در ماه رجب ۵۳۹ سنه پانصد و سی و نه هجری شد قطب زمان و غوث اوان و عالم عامل و فاضل کامل بودند و مذهب شافعی میداشتند و در بغداد مشهورترین متاخرین بودند انتساب وے در طریقت به ابو النجیب سهروردی عم خود است و بصحبت حضرت غوث الاعظم سیدی محی الدین عبد القادر جیلانی مشرف گشته نوالهٔ عظیم حاصل نمود آنحضرت رضی الله عنه در حق وے فرمود یا عمر انت آخر المشهورین بالعراق و خود میفرمود که در شباب بعلم کلام مشغول بودم و کتابے چند از آن یاد گرفتم عم من

قبول کرلے کیونکہ وہ اسپر قادر ہے۔

خاتمہ مختصر حال حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ امام عفیف الدین اسعد یافعی یمنی مکی نے آپکے القاب یون لکھے ہین اوستاد زمان فرید دوران مطلع انوار منبع اسرار دلیل طریقت ترجمان حقیقت استاد شیوخ اکابر جامع علم باطن و ظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین عالم ربانی شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد بکری سہروردی قدس اللہ تعالیٰ سرہ آپکی کنیت ابوحفص اور لقب شیخ الشیوخ ہے آپکا نسب شریف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم پر ختم ہوتا ہے ولادت باسعادت آپکی ماہ رجب ۵۳۹ سنہ پانسو انتالیس ہجری مین ہوئی قطب زمان غوث آوان عالم عامل و فاضل کامل شافعی مذہب اور بغداد مین مشہورترین متاخرین تھے آپکو اپنے چچا حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی سے طریقت مین انتساب تھا اور حضرت غوث الاعظم سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی کی صحبت بابرکت سے بھی مشرف ہوکر فیضیاب ہوئے تھے حضرت غوث الاعظم رض نے آپسے فرمایا کہ ای عمر تم آخر مشہورین عراق ہو آپ فرماتی تھے کہ مین جوانی مین علم کلام مین مشغول تھا اور اُسکی اکثر کتابین بھی مجھکو یاد تھین میری چچا

مرا منع میکرد روزے ہمراہ او بزیارت حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رفتم مرا فرمود حاضر باش کہ پیش مردے میروم
کہ دل وے از خداے تعالے خبر میدہد و منتظر باش
برکات دیدار وے راچون نشستم عم من عرض کرد
کہ یا سیدی این برادر زادۂ من بعلم کلام مشغول است
ہرچند منع می کنم باز نمی آید حضرت فرمود اے عمر
کدام کتب حفظ کردۂ نام کتب عرض کردم او دست
خود بر سینہ من نہاد واللہ کہ یک لفظ ازان یاد نماند و از
علم لدنی مملو گشت الخ یافتم ببرکت او یافتم و در آن تصانیف
است چون عوارف و رشف النصایح و اعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہا و عوارف کتابیست لاجواب
باین جامعیت کتابے از متاخرین نہ نوشتہ در مجمع السلوک
مولفہ حضرت شیخ سعد خیرابادی تعریف این کتاب و
آمدنش در ہندوستان بالتفصیل مرقوم است باید دید و
عوارف در مکہ معظمہ تصنیف کردہ ہر گاہ بر وامرے مشکل
شدے طواف خانہ کردے و طلب توفیق از حق نمودے
حضرات معتقدان وے مثل حضرت شیخ نظام الدین
اولیا محبوب الٰہی دہلوی و حضرت شیخ قطب الدین دمشقی
صاحب رسالہ مکیہ و حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

اُس سے مجھکو منع فرمایا کرتے تھے ایک روز وہ حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رض کی زیارت کو چلے مین بھی اُنکے ساتھ تھا
مجھ سے فرمایا کہ خبردار رہو مین ایسے شخص کے حضور مین
جا رہا ہون جسکے دل کو خدا خبرین دیا کرتا ہے اور اوسکے
برکات زیارت کے منتظر رہنا جب ہم حاضر ہوئے تو میرے چچا نے
عرض کیا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا علم کلام کا بڑا شایق ہے ہرچند
منع کرتا ہون نہین مانتا ہے حضرت نے مجھسے فرمایا کہ کون کون
کتابین یاد کی ہین مینے کتابونکے نام لیے حضرت نے اپنا دست
مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم کہ پھر مجھکو ایک لفظ بھی
یاد نہ رہی اور میرا سینہ علم لدنی سے بھر گیا مینے جو کچھ پایا اونہین
کی برکت سے پایا عوارف و رشف النصایح و اعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہ آپکی تصنیف ہین عوارف لاجواب
کتاب ہے متاخرین مین کسی نے ایسی جامع کتاب نہین لکھی مجمع السلوک
مولفہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرابادی مین اسکی تعریف اور اسکا
ہندوستان مین آنا مفصل مذکور ہے اسے آپنے مکہ معظمہ مین
لکھا جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو طواف کرکے دعا مانگتے
تھے وہ حل ہو جاتی تھی حضرات معتقدان وے مثل
حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت شیخ
قطب الدین دمشقی صاحب رسالہ مکیہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

وغیرہم از اساتذۂ خویش خواندہ و سند گرفتہ و مدار
کار خود برین کتاب داشتہ و الحمد للہ کہ سند این
کتاب مستطاب در خاندان فقیر بوجہ وسایط قلیلہ
خود از نوادر شمردہ می شود و آن این کہ فقیر اجازت
و سماع او از والد ماجد خود می دارد و او شان از عم خود
و او شان از والد خود حضرت مولانا شاہ تراب علی
قلندر و او شان از والد خود حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر و او شان از حضرت پیر و مرشد
خود جناب کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الٰہ آبادی
و آنحضرت بطور اویسی از حضرت مصنف کتاب
میداشتند ارباب طریقہ از بلاد دور و نزدیک
استفتاہاے مسائل از و میکردند چنانچہ در نفحات
است کہ کتب الیہ بعضہم یا سیدی ان
ترکت العمل اخلدت الی البطالۃ وان عملت
اَدخَلنِی العجبُ فکتب الیہ فی جوابہ اِعمَل
وَ استغفر اللّٰہ مِنَ العُجب و در رسالہ اقبالیہ
مذکور است کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ گفتہ
است کہ از شیخ سعد الدین حموی پرسیدند کہ شیخ
محی الدین ابن عربی را چون یافتی گفت بحر مواج

وغیرہ نے اپنے اوستادون سے پڑھکر سند لی اور اپنی تمام
امورکا مدار اسی کتاب پر رکھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس
کتاب مستطاب کی سند میرے خاندان مین بھی بوجہ
کم واسطون کے ایسی ہے جو نہایت نادر سمجھی جاتی ہے اور
وہ اس طرح کہ مین نے اسے اپنے والد ماجد سے پڑھا اور
اجازت لی اور اونھون نے اپنے چچا سے اور اونھون نے اپنے
والد سے اور اونھون نے اپنے والد حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر سے اور اونھون نے اپنے پیر و مرشد حضرت
کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الٰہ آبادی سے اور اونھون نے
اویسیا حضرت مصنف کتاب سے اجازت لی۔ ارباب
طریقت دور و نزدیک شہرون سے آپسے مسائل پوچھا
کرتے تھے چنانچہ نفحات مین ہے کہ بعضون نے آپ کو
لکھا کہ یا حضرت اگر مین عمل چھوڑے دیتا ہون تو بطالت
مین رہا جاتا ہون اور اگر عمل کرتا ہون تو عجب مجھ مین
آیا جاتا ہے آپ نے جواب مین لکھا کہ عمل کر اور اللہ سے
عجب پر استغفار کر۔ رسالہ اقبالیہ مین ہے کہ شیخ رکن الدین
علاء الدولہ نے فرمایا کہ شیخ سعد الدین حموی سے لوگون
نے پوچھا کہ آپ نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
کو کیسا پایا فرمایا کہ دریاے ناپیدا کنار ہین

لانهایة له گفتند که شیخ شهاب الدین را چگونه
یافت گفت نور متابعة النبوی فی جبین السهروردی
شیئ اٰخر انتهیٰ و پوشیده نماند که اقوی بودن
این تعریف نظر به مفهوم صریح است زیراکه از تعریف
نفی متابعت مفهوم نمی گردد پس تواند بود که با وجودیکه
بحر حقایق است در کمال متابعت بوده باشد
بلکه بے کمال متابعت بحر حقایق نمی تواند بود
والله اعلم۔ از خلفاے ایشان حضرت نور الدین
مبارک غزنوی۔ و حضرت بهاء الدین زکریا ملتانی
و شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی و شیخ
حمید الدین ناگوری و از جمله مسترشدان شیخ
سعدی شیرازی بود۔ وفات وے در غرهٔ محرم
سنه ۶۳۲ شش صد و سی دو داست و مزار مبارک
درون شهر بغداد است و عمر شریف نود و سه سال بود
والحمد لله علیٰ مَا اعاننی فی تسوید هذا
الشرح فقط

پھر پوچھا اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو
فرمایا کہ نور متابعت نبوی سہروردی کی پیشانی مین
اور ہی چیز ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اس تعریف کا زیادہ
قوی ہونا بنظر مفہوم صریح ہے کیونکہ اس سے حضرت
شیخ اکبر کی نفی متابعت نہین پائی جاتی ممکن ہے
کہ وہ بھی باوجود بحر حقایق ہونے کے متابعت مین
بھی کامل ہون بلکہ بلا کمال متابعت بحر حقایق ہو نہین
سکتے۔ آپ کے خلفا مین حضرت سید مبارک غزنوی
اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی۔ اور حضرت
شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی۔ اور حضرت شیخ
حمید الدین ناگوری قدست اسرارہم ہین۔ اور منجملہ
مسترشدین حضرت شیخ سعدی بھی تھے آپکی وفات
غرہ محرم سنہ ۶۳۲ ہجری مین ہوئی۔ عمر شریف ترانوے ۹۳
سال کی ہوئی مزار مبارک اندرون شہر بغداد ہے
خداوند عالم کا شکر ہے جس نے مجھکو یہ شرح لکھنے
کی توفیق عطا فرمائی۔

تمت

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع اصح المطابع تھوی ٹولہ۔ لکھنؤ
اس کارخانہ مین ہر قسم کا رنگین ملان کا کام بکفایت چھپ سکتا ہے اور حسب عہد دیا جاتا ہے۔ خاکسار
سے پبلک واقف ہے

صحت نامہ رسالہ نخبة الصوارف فی شرح خطبة العوارف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۹م	ابکوا فان لم تبکرا	ابکوا فان لم تبکوا
״	۱۰م	رصعت	رصفت
۳۴	۱م	تا	ما
۱۷۵	۱۷م	سفود قتح	سفود نضیج
۴۷	م	سرابیرجهم	سرابیرهم
۵۵	۱۲م	حاشیة	حماشیة
۶۰	۱۳م	[illegible]	[illegible]

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہذا

تحریر الانوار فی تفسیر القلندر فارسی مطبوعہ ریاست رامپور قیمت ۴ؔ/
الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی ۔ فارسی مطبوعہ ریاست رامپور قیمت ۸/
انتصاح عن ذکر اہل الصلاح ۔ فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت ۴ؔ/
القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ۔ فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ ۴ؔ/
احسن الافادۃ لارباب الارادۃ معروف بہ رسالہ بیعت نے وجہ بازوج اردو مطبوعہ گلشن ابراہیمی ۲/
الدرۃ البیضا فی تحقیق صدق فاطمۃ الزہرا اردو مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ۔ قیمت ۳ؔ/
فاتح الابصار ۔ فارسی معہ ترجمہ ۔ مطبوعہ ریاست رام پور قیمت ۴/
کشف الدقائق عن رموز الحقائق فارسی معہ ترجمہ مطبوعہ ریاست رامپور قیمت ۸/
زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار فارسی مترجم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ قیمت ۱۰/
الدر الیتیم فی ایمان آباء النبی الکریم عربی معہ ترجمہ اردو مطبوعہ ریاست رامپور قیمت ۶/

المشتہر

قاضی محمد انتظام علی خان محلہ قاضی گڈھی کاکوری ضلع لکھنؤ

٢٦١

رضی خطبة

تحفة
الفقـ[illegible]